عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان
ماہنامہ
# لولاک
ملتان
ذوالحج ۱۴۲۸ھ
جنوری 2008ء
شمارہ ۱۲ جلد ۱۱/۳۹

## کیا ہم آزاد اور باوقار قوم ہیں؟

## حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ و حضرت بلال رضی اللہ عنہ

## قولِ مقبول فی حجتِ حدیثِ رسول ﷺ

## حیاتِ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

## آل پاکستان ختمِ نبوت کانفرنس چناب نگر سے مولانا فضل الرحمٰن کا خطاب

www.khatm-e-nubuwwat.com E-mail: mahanamalolaak@yahoo.com

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

# ماہنامہ لولاک ملتان

شمارہ ۱۲ ......... جلد ۱۱/ ۳۹

## بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ — مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ — مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ — فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ — حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ — شیخ الحدیث مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ — حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ — صاحبزادہ طارق محمودؒ

بانی: مجاہد ختم نبوۃ حضرت مولانا تاج محمودؒ

سرپرست: خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد دامت برکاتہم

سرپرست: پیر طریقت حضرت مولانا سید نفیس الحسینی مدظلہ العالی

نگران اعلیٰ: حضرۃ مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد

ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود

سرکولیشن منیجر: رانا محمد طفیل جاوید

منیجر: قاری محمد حفیظ اللہ

کمپوزنگ: یوسف ہارون

## مجلس منتظمہ

| | |
|---|---|
| علامہ احمد میاں حمادی | مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی |
| مولانا بشیر احمد | حافظ محمد یوسف عثمانی |
| مولانا محمد اکرم طوفانی | حافظ محمد ثاقب |
| مولانا عزیز الرحمن ثانی | مولانا فقیر اللہ اختر |
| مولانا مفتی حفیظ الرحمن | مولانا محمد نذر عثمانی |
| مولانا قاضی احسان احمد | مولانا غلام حسین |
| مولانا محمد طیب فاروقی | مولانا محمد اسحاق ساقی |
| مولانا محمد قاسم رحمانی | مولانا غلام مصطفیٰ |
| مولانا عبدالستار حیدری | مولانا عبدالحکیم نعمانی |
| چوہدری محمد اقبال | مولانا محمد علی صدیقی |
| مولانا محمد حسین ناصر | مولانا عبدالرزاق |

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ حضوری باغ روڈ ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷

ناشر: عزیز احمد — مطبع: تشکیل نو پرنٹرز ملتان — مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوۃ حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## کلمۃ الیوم


| | | |
|---|---|---|
| کیا ہم آزاد اور باوقار قوم ہیں | چیف ایڈیٹر مولانا صاحبزادہ عزیز احمد | 3 |


## مقالات ومضامین


| | | |
|---|---|---|
| حضرت عمرو بن جموحؓ | عبداللہ فارانی | 5 |
| مسیحی اعتراضات کا علمی جائزہ | مولانا لال حسین اخترؒ | 8 |
| قول مقبول فی حجت حدیث رسولؐ | عبدالمنان معاویہ | 13 |
| ظلم خدا کے لئے قہر الٰہی کو دعوت | مولانا سعید احمد جلال پوری | 18 |
| حضرت بلالؓ | ڈاکٹر سید محمد اعزاز الحسن | 24 |
| فضائل بیت اللہ مع تاریخ تعمیر | حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ | 27 |
| صحابہ کرامؓ سے محبت | ادارہ | 32 |


## ردقادیانیت


| | | |
|---|---|---|
| حیات عیسیٰ علیہ السلام | پروفیسر سید شجاعت علی شاہ | 36 |
| جھوٹے مہدی؟ | حافظ مجیب الرحمٰن | 41 |
| اقبالؒ اور قادیانیت | حکیم سرو سہارنپوری | 45 |


## متفرقات


| | | |
|---|---|---|
| ختم نبوت کانفرنس سے مولانا فضل الرحمٰن کا خطاب | مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی | 50 |
| جماعتی سرگرمیاں | ادارہ | 55 |

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم!

# کیا ہم آزاد اور باوقار قوم ہیں!

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم!

گزشتہ چند ہفتوں سے پاکستان میں بڑی تیزی اور سرعت کے ساتھ حالات دگرگوں ہورہے ہیں۔ نت نئی ناآشنا خبریں سننی پڑتیں ہیں کہ دماغ ساں ساں کرنے لگتا ہے۔ محترمہ بے نظیر بھٹو خودساختہ کئی سال کی جلاوطنی کے بعد پاکستان تشریف لائیں۔ بم بلاسٹ ہوا۔ ڈیڑھ سو کے قریب آدمی موقعہ پر زندگی سے محروم ہوگئے۔ بیسیوں زخمی ہوئے۔ کچھ عرصہ گزرا کہ جناب پرویز مشرف نے آئین معطل کیا۔ پی سی او نافذ کیا۔ ساٹھ کے قریب چیف آف پاکستان سمیت سپریم کورٹ اور ہائیکورٹ کے جج صاحبان معطل کردیئے گئے۔ دولت مشترکہ سے پاکستان کی رکنیت معطل کردی گئی۔ سوات میں فوجی اپریشن شروع ہوا۔ سینکڑوں اسلامیان وطن جانبین سے جاں بحق ہوگئے۔ ہنوز سلسلہ جاری ہے۔ ملک بھر کے وکلاء ہڑتال پر ہیں۔ عدالتوں میں کام ٹھپ ہوکر رہ گیا۔ جیو پر پابندی لگادی ہے۔ اس پر صحافی برادری پرزور احتجاج کررہی ہے۔ ملک بھر کی سیاسی جماعتوں نے اپنا اپنا احتجاج ریکارڈ کرایا۔ اس دوران سپریم کورٹ نے فیصلہ دیا کہ پرویز مشرف کا صدارتی انتخاب صحیح ہے۔ الیکشن کمیشن کو نوٹیفکیشن کی اجازت مل گئی۔ پرویز مشرف کو سویلین صدر کے طور پر حلف اٹھانے کا حکم ملا۔

پرویز مشرف کو دبئی کے بعد سعودی عرب کا سفر کرنا پڑا۔ جناب نواز شریف صاحب سے ملاقات تو نہ ہوسکی۔ لیکن شاہ عبداللہ والئی سعودی عرب کی مداخلت پر جناب نواز شریف واپس پاکستان تشریف لائے۔ محترمہ بے نظیر بھٹو کی طرح ان کا بھرپور استقبال ہوا۔ اسلامیان لاہور نے دیدۂ دل فرش راہ کیا۔ ائیرپورٹ سے داتا دربار کا جلوس نے گیارہ گھنٹوں میں سفر مکمل کیا۔ اس دوران الحمدللہ کوئی دھماکہ نہ ہوا۔ لیکن ان کی آمد سے قبل فوج کے ایریا راولپنڈی میں بم پھٹا۔ کئی فوجی جان کی بازی ہار گئے۔

درجنوں سپریم کورٹ وہائیکورٹ کے ججز صاحبان تاحال نہ صرف معطل بلکہ اپنے گھروں میں محصور ہیں۔ الیکشن کا اعلان ہوا۔ کاغذات نامزدگی کے لئے وقت اتنا مختصر دیا گیا کہ تمام سیاسی جماعتوں کو ہنگامی بنیادوں پر امیدواروں کو ٹکٹ دینے پڑے۔ ایمرجنسی، پی سی او، ججز کی معطلی کے ماحول میں الیکشن منصفانہ ہوں گے۔ اس پر سیاسی جماعتوں نے الیکشن کے بائیکاٹ کی دھمکی دی۔

پاکستانی قوم نے یہ منظر بھی دیکھا کہ اسمبلیاں تحلیل ہوئیں۔ وزیراعظم، چیف منسٹر، وفاقی، صوبائی کابینہ رخصت ہوگئے۔ لیکن کاسہ گدائی توڑنے کی جانفزا خوشخبری سنانے والی حکومت کے رخصت ہوتے معلوم ہوا کہ

پاکستان کے ذمہ قرضہ کا حجم عفریت کے سایہ کی طرح بڑھ چکا ہے اور ملک چالیس ارب ڈالر سے زائد کا مقروض ہے۔

ستم بالائے ستم یہ کہ پاکستانی حکمران مزید ایک کروڑ ڈالر سے بھی زائد کے قرضہ کے لئے دامن پھیلائے، امیدیں وابستہ کئے، چہروں پر مکھیوں کے جھرمٹ سجائے، کاسہ گدائی لئے صف بستہ ہیں۔ مہنگائی زوروں پر ہے۔ خط غربت سے نیچے زندگی گزارنے والوں کی پاکستان میں شرح ۲۵ فیصد سے ۷۰ فیصد ہوگئی ہے۔ غریب بھوک سے مرنے کے قریب ہوگئے۔ ٹیکسٹائل کے غیر ملکی آرڈر پاکستان سے بھارت، بنگلہ دیش، آسام کو منتقل ہورہے ہیں اور تو اور چار کروڑ ڈالر کے پیاز سی پورٹ پر شپنگ کے بحران سے ان لوڈ کر دیئے گئے ہیں۔

ان حالات میں پاکستانی غریب عوام کے قلب وجگر پر کیا گزرتی ہوگی۔ حکمران طبقہ کو ان مسائل سے ذرہ برابر ندامت نہیں۔ گھر کو گھر کے چراغ سے آگ لگنے کا حال ہے۔ جو سوچ کی سکرین پر بڑی تیزی سے منظر پہ منظر بدل رہا ہے۔ لیکن حکمران طبقہ تک تک دیدم دم نہ کشیدم کا مصداق بنے ہوئے ہیں۔ اس لئے غریب عوام کیا سمجھیں کہ پاکستان ترقی کے منازل طے کر رہا ہے یا پاکستان کی کشتی میں امریکی پالیسیوں نے ٹنوں پتھر بھر دیئے ہیں؟۔ کیا ہم آزاد اور باوقار قوم ہیں؟۔ ہمارے حکمران ہمارے خیر خواہ ہیں؟۔ الامان الحفیظ۔ ان حالات میں یہ مہینہ پاکستانی قوم نے گزارا یا اسے گزارنا پڑا۔ مہر برلب قوم کو اندھیرے کیا سجائی دے۔

اتنے میں سپریم کورٹ کے حکم پر جناب پرویز مشرف نے وردی اتاری۔ جسے وہ کھال اور ڈھال قرار دیتے تھے۔ کمانڈر انچیف مقرر کرتے اور علامتی چھڑی اس کے سپرد کرتے وقت آبدیدہ ہوگئے اور فرمایا کہ میں سب کچھ فوج کی وجہ سے تھا۔ اگلے دن سویلین صدر کی حیثیت سے حلف اٹھایا۔ شام کو قوم سے خطاب میں ایمرجنسی ۱۶ دسمبر کو اٹھانے کا اعلان کیا۔ لیکن انہوں نے معطل شدہ ججز صاحبان اور جیو کی بندش کے متعلق ایک لفظ تک نہیں فرمایا۔ ان حالات وواقعات کے گرداب میں پھنسی پاکستانی قوم کیا توقع رکھے؟۔

الیکشن کا ایک مرحلہ بخیر وخوبی مکمل ہوا۔ دوسرا کاغذات کی پڑتال کا شروع ہے جو چند روز میں مکمل ہو جائے گا۔ پھر الیکشن سرگرمیاں زوروں پر شروع ہوں گی۔

تمام پاکستانی حضرات اپنا ووٹ بہتر سے بہتر امیدوار کو دینے کا بنیادی حق رکھتے ہیں۔ ہم قارئین سے توقع رکھیں گے کہ وہ علماء، دیندار، صالح قیادت، نیک شہرت کے حامل نمائندوں کو کامیاب بنانے کے لئے ووٹ دیں۔ کوشش کریں کہ اچھے لوگ اور اچھی قیادت کامیاب ہو۔ تاکہ ملک میں امن وامان، دین واسلام کی فضا بنے۔ حق تعالیٰ تمام اسلامیان وطن کو اس موقع پر صحیح فیصلہ کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ جہاں جہاں پر علمائے کرام میدان الیکشن میں اترے ہوں ان کو ووٹ دینا ملک وملت کے لئے بہترین ذریعہ تبدیلی ہے۔ اگر ہمارے ووٹ سے بے دینی، نام نہاد روشن خیالی، سیکولرازم، فحاشی وعریانی کا جن بوتل میں بند ہوسکتا ہے تو ہمیں ضرور اس کار خیر میں حصہ ڈالنا چاہئے۔ وماتوفیقی الا باللہ!

# حضرت عمرو بن جموحؓ!

جناب عبداللہ فارانی

صبح کے وقت ان کی آنکھ کھلی تو ان کا لکڑی کا بت اپنی جگہ پر موجود نہیں تھا۔ وہ بہت حیران ہوئے کہ بت کہاں چلا گیا۔ اس بت کو انہوں نے بنایا بھی خود تھا۔ بتوں کی پوجا کے بہت شوقین تھے۔ صبح شام بہت باقاعدگی سے اس کی پوجا کرتے تھے۔ بت کو خوب بنا سنوار کر رکھتے تھے۔ ان حالات میں اسلام کا سورج طلوع ہوا۔ لوگ اسلام کی دولت سے مالا مال ہونے لگے۔ لیکن یہ اپنی بت پرستی میں ڈوبے رہے۔

ان کے بیٹے کا نام معاذؓ تھا۔ وہ خوش قسمتی سے اسلام کی تعلیم سے فوراً ہی متاثر ہوئے اور مسلمان ہوگئے۔ انہوں نے اپنے باپ کو سمجھانے کی کوشش کی۔ لیکن وہ بت پرستی سے باز نہ آئے۔ آخر انہوں نے اپنے چند دوستوں کے ساتھ ایک دلچسپ ترکیب سوچی۔ رات کے وقت بت کو اٹھا کر باہر لے آئے اور گندگی کے ایک ڈھیر پر پھینک دیا۔ انہوں نے بت کو پہلے تو گھر میں تلاش کیا۔ پھر گھر سے نکل کر تلاش کرنے لگے۔ تلاش کرتے کرتے وہ گندگی کے ڈھیر پر پہنچ گئے۔ وہاں انہیں اپنا بت گندگی میں لتھڑا نظر آیا۔ بہت غصے ہوئے۔ چیخے چلائے۔ بت کو اٹھا کر گھر لائے۔ اس کو صاف کیا۔ خوشبو لگائی اور اس کی جگہ رکھ دیا۔

دوسرے دن اٹھے تو بت پھر غائب تھا۔ اب تو بہت سٹ پٹائے۔ باہر جا کر دیکھا۔ بت پھر گندگی میں پڑا تھا۔ جب روز ایسا ہونے لگا تو تنگ آکر بت کی گردن میں تلوار لٹکا دی اور بولے کہ: ''مجھے تو معلوم نہیں۔ تیرے ساتھ یہ گستاخی کون کرتا ہے۔ اب یہ تلوار تیرے پاس ہے۔ اپنا بچاؤ اس کے ذریعے خود کرنا'' لڑکوں نے بت کی گردن میں تلوار لٹکی دیکھی تو بہت ہنسے۔ اس بار انہوں نے بت کو ایک مرے ہوئے کتے کے ساتھ رسی سے باندھا اور بنوسلمہ کے ایک کنوئیں میں لٹکا دیا۔ اس میں وہ لوگ نجاست پھینکتے تھے۔

صبح انہوں نے پھر بت کو غائب پایا۔ تلوار بھی غائب تھی۔ جب انہیں اپنا بت مردہ کتے کے ساتھ لٹکا نظر آیا تو گویا عقل آگئی۔ بت سے بیزار ہوگئے۔ جان گئے کہ یہ تو اس قدر بے بس ہے کہ مردہ کتے کے ساتھ لٹکا ہوا ہے۔ بس اسی وقت بت پرستی سے نفرت محسوس کی۔ ایسے میں ایک مسلمان کا کنوئیں کے پاس سے گزر ہوا۔ انہیں پریشان دیکھ کر اس نے پوچھ لیا کہ: ''کیا ہوا عمرو۔'' انہوں نے ساری بات بتادی۔ وہ سن کر بولے کہ: ''تو لعنت بھیجو اس بت پر! اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ۔'' اس مسلمان کے جملے نے گرم لوہے پر چوٹ کا کام کیا۔ اسی وقت اسلام لے آئے۔

یہ حضرت عمرو بن جموحؓ سلمی تھے۔ خزرج کی شاخ بنوسلمہ کے رئیس تھے۔ اپنے خاندان کے بت خانے کے متولی بھی رہے تھے۔ ہدایت پانے پر انہوں نے اللہ کا شکر ادا کیا۔

۲ ہجری میں غزوہ بدر پیش آیا۔ سیدنا عمرو بن جموحؓ اپنے فرزندوں کے ساتھ اس میں شریک ہوئے اور بہت بہادری سے لڑے۔ اس لڑائی میں ابوجہل کو جن دو بچوں نے قتل کیا ان میں ایک کا نام معاذؓ تھا۔ یہ عمروؓ ہی کے

بیٹے تھے۔ بعض روایات یہ کہتی ہیں کہ یہ خود غزوہ بدر میں شریک نہیں ہوئے تھے۔ ان کے پاؤں میں لنگڑاہٹ تھی اور تھے بھی بوڑھے۔

۳ ہجری میں احد کے موقعے پر حضرت عمرو بن جموحؓ پیچھے نہ رہ سکے۔ جنگ میں شرکت کے لئے تیار ہوگئے۔ ان کے چار بیٹے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ:

''اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم چاروں بھائی لڑائی میں شریک ہو رہے ہیں۔ ہمارے والد بوڑھے ہیں۔ پھر ان کی ایک ٹانگ میں لنگڑاپن ہے۔ لیکن وہ لڑائی میں شرکت پر تلے ہوئے ہیں۔ ان کے بارے میں آپ ﷺ کیا ارشاد فرماتے ہیں۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''تم نے انہیں سمجھایا ہوتا۔''

اس پر وہ بولے کہ: ''اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم نے انہیں بہت سمجھایا۔ لیکن وہ نہیں مانتے۔''

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''اچھا تو پھر انہیں ذرا میرے پاس لے آؤ۔''

چاروں گھر گئے اور اپنے والد حضرت عمرو بن جموحؓ کو بلا کر لے آئے۔ وہ لنگڑاتے ہوئے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوگئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

''عمرو! میں نے سنا ہے کہ تم بھی ہمارے ساتھ لڑائی میں جانا چاہتے ہو۔ تمہارا جذبہ اللہ کے نزدیک بہت پسندیدہ ہے۔ لیکن تمہاری عمر لڑائی کی نہیں اور پھر تم ایک ٹانگ سے معذور بھی ہو۔ اس لئے تم جہاد پر نہیں جاسکتے۔ امید ہے اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری نیت کے مطابق جہاد کا ثواب عطا فرمائے گا۔''

آپ ﷺ کا یہ ارشاد سن کر وہ فوراً بولے کہ: ''اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ لڑکے بھی مجھے جہاد میں جانے سے روک رہے ہیں۔ لیکن اللہ کی قسم! مجھے امید ہے کہ اگر میں لڑائی میں مارا گیا تو اس پاؤں کو گھسیٹتا ہوا جنت میں جاؤں گا۔ اللہ کے لئے مجھے ساتھ جانے کی اجازت عطا کردیجئے۔''

حضور نبی کریم ﷺ ان کے جذبے سے بہت متاثر ہوئے اور ان کے بیٹوں سے فرمایا کہ: ''اب انہیں نہ روکو۔ شاید ان کی قسمت میں شہادت ہی لکھی ہے۔''

آپ ﷺ کی طرف سے اجازت ملنے پر یہ خوشی خوشی گھر لوٹے۔ ہتھیار سنبھالے اور میدان جہاد کی طرف روانہ ہوئے۔ احد کی اس لڑائی میں جب مسلمانوں کی ایک غلطی سے لڑائی کا پانسہ پلٹا اور مسلمان ادھر ادھر بکھر گئے تو حضرت عمرو بن جموحؓ اپنے بیٹے خلادؓ کو ساتھ لئے دشمن کی صفوں میں گھس گئے۔ دونوں ثابت قدمی سے لڑے اور لڑتے لڑتے آخرکار شہید ہوگئے۔ حضرت عمرو بن جموحؓ کے ساتھ ان کے غلام سلیمؓ بھی تھے۔ یہ بھی ان کے ساتھ نہایت بہادری سے لڑتے ہوئے جام شہادت نوش کر گئے۔

مشرکین کے پسپا ہونے کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے احد کے میدان کا چکر لگایا۔ حضرت عمرو بن جموحؓ کی خاک اور خون میں لتھڑی ہوئی لاش کو دیکھ کر فرمایا کہ:

''اللہ کے بندے جب اللہ کی قسم کھاتے ہیں تو اللہ ان کی قسم کو ضرور پورا کر دیتا ہے۔ عمروؓ بھی ایسے ہی

بندوں میں شمار ہیں۔ میں انہیں جنت میں لنگڑے پاؤں سے چلتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔''

اس لڑائی میں حضرت عمروؓ کے برادر نسبتی (یعنی ان کے اہلیہ ہند کے بھائی) حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے بھی شہادت پائی تھی۔ حضرت ہندؓ نے اپنے شوہر، بیٹے اور بھائی کی شہادت کی خبر سنی تو پوچھا کہ: ''رسول اللہ ﷺ تو خیریت سے ہیں۔'' لوگوں نے جواب دیا کہ: ''ہاں! اللہ کے رسول ﷺ خیرت سے ہیں۔'' یہ سن کر سیدہ ہندؓ نے کہا کہ: ''آپ ﷺ سلامت ہیں تو تمام مصیبتیں آسان ہیں۔''

ہندؓ اپنے ساتھ اونٹ لے کر آئیں تھیں۔ اس پر اپنے شوہر، بھائی اور فرزند کی لاشیں لاد کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئیں۔ راستے میں ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ میدان احد کی طرف آتی نظر آئیں۔ ام المومنین عائشہ صدیقہؓ نے حضور ﷺ کی خیریت معلوم کی تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ:

''اونٹ پر لادے ہوئے یہ لاشے میرے شوہر، بھائی اور فرزند کے ہیں۔ انہوں نے اس لڑائی میں شہادت پائی ہے۔''

اسی وقت اونٹ بیٹھ گیا۔ انہوں نے بہت مشکل سے اٹھایا۔ لیکن اونٹ نے مدینہ کی طرف ایک قدم نہ اٹھایا۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ بولیں کہ: ''شاید وزن زیادہ ہے۔''

حضرت ہندؓ نے جواب دیا کہ: ''جی نہیں! اس پر تو اس سے زیادہ بوجھ لادا جاتا ہے۔'' انہوں نے اونٹ کا رخ احد کے میدان کی طرف کیا تو وہ فوراً چل پڑا۔ ہندؓ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ انہیں اونٹ کے بارے میں بتایا۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ: ''کیا انہوں نے چلتے وقت کچھ کہا تھا۔''

اس پر ہندؓ نے بتایا کہ: ''جی ہاں! انہوں نے چلتے وقت دعا کی تھی کہ یا اللہ مجھے شہادت نصیب فرمانا۔ مجھے میرے اہل وعیال میں واپس نہ لانا۔''

یہ سن کر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ: ''انصار میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں کہ اگر وہ کسی بات پر قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم پوری کردیں۔ عمرو بن جموحؓ ایسے ہی تھے۔ اس کے بعد ان تینوں کو احد کے شہیدوں کے درمیان دفن کردیا گیا۔ آپ ﷺ نے اور تمام مسلمانوں نے ان کے لئے دعا کی۔

حضرت عمرو بن جموحؓ اگرچہ آخری عمر میں مسلمان ہوئے تھے اور مسلمانوں کی حیثیت سے صرف تین سال زندہ رہے۔ اس کے باوجود بڑے صحابہ کرامؓ میں شمار ہوتے ہیں۔ بہت سادہ مزاج اور سخی تھے۔

ایک مرتبہ بنوسلمہ کے کچھ لوگ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ: ''تمہارا سردان کون ہے۔'' انہوں نے بتایا کہ: ''اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمارا سردار جد بن قیس ہے اور وہ ایک بخیل آدمی ہے۔''

اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''بخیلی سے بدتر تو کوئی بات نہیں۔ آج سے تمہارے سردار عمرو بن جموحؓ ہیں۔'' اسی روز وہ بنوسلمہ کے رئیس بن گئے۔ لوگ انہیں سید الانصار کہنے لگے۔ بنوسلمہ کو ان کے سردار بننے پر بہت خوشی ہوئی۔ اللہ ان پر رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین!

# مسیحی اعتراضات کا علمی جائزہ!

قسط نمبر:2 مولانا لال حسین اخترؒ

اعتراض: ''قرآن شریف میں جناب یسوع مسیح کی والدہ محترمہ کو صدیقہ کے لقب سے نوازا گیا ہے۔ لیکن قرآن میں حضرت محمدﷺ کے خاندان کا ذکر نہیں اور ان کی والدہ کا نام تک موجود نہیں۔ یہ پیغمبر اسلام پر یسوع مسیح کی فضیلت کی دلیل ہے۔''

جواب: حسب ونسب اور والدہ کی فضیلت سے مولود کی فضیلت لازم نہیں آتی۔ مولود کی فضیلت عطائے خداوندی، ایمان واعمال اور اپنے کارناموں کے باعث ہوتی ہے۔ قرآن کریم نے اعمال صالحہ ہی کو معیار فضیلت قرار دیا ہے۔ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم (الحجرات:۱۳)'' ﴿جو کوئی تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہو وہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ معزز وبزرگ ہے۔﴾

دوسری جگہ فرمایا:''فاذا نفخ فی الصور فلا انساب بینھم یومئذ (المؤمنین:۱۰۱)'' ﴿پس جب صور میں پھونکا جائے گا تو اس (قیامت کے) دن رشتہ داریاں نہ رہیں گی۔''﴾

واضح ارشاد ہے کہ قیامت کے دن محض نسب فائدہ نہ دے گا۔ بلکہ ایمان اور اعمال صالحہ فضل خداوندی کا باعث ہوں گے۔ پس محض حسب ونسب کو معیار فضیلت سمجھنا جہالت ونادانی ہے۔ انجیل نے بھی اس حقیقت کا اظہار کیا ہے کہ فضیلت وکمالات میں نسب کو قطعاً دخل نہیں۔ جیسا کہ لکھا ہے:

''بھیڑ میں سے ایک عورت نے پکارا کہ اس (یسوعؑ) سے کہا مبارک ہے وہ پیٹ جس میں تو رہا اور وہ چھاتیاں جو تو نے چوسیں۔ اس (یسوعؑ) نے کہا ہاں مگر زیادہ مبارک وہ ہیں جو خدا کا کلام اور اس پر عمل کرتے ہیں۔'' (انجیل لوقا باب ۱۱ درس ۲۷،۲۸)

حضور نبی کریمﷺ قریش کے ممتاز خاندان میں سے تھے۔ حضورﷺ کے آباؤ اجداد کی پاکیزگی کی شہادت قرآن مجید میں موجود ہے۔ فرمایا:''وتقلبک فی الساجدین (الشعراء:۲۱۹)'' حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے اس آیت کا مفہوم بیان کیا کہ حضور رسالت مآبﷺ کے آباؤ اجداد ساجدین میں سے تھے۔

بے شک حضرت مسیح علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کو قرآن حکیم میں صدیقہ کہا گیا ہے اور یہ بھی صحیح ہے کہ حضور سرور کائناتﷺ کی والدہ مکرمہ کا اسم گرامی قرآن مجید میں موجود نہیں۔ وجہ صاف ظاہر ہے کہ یہودیوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش بے باپ کی وجہ سے حضرت مریم پر ناروا الزام لگایا تھا:

''وقولھم علیٰ مریم بھتاناً عظیماً (النساء:۱۵۶)'' ترجمہ:''یہود نے حضرت مریم پر عظیم بہتان لگایا۔''

بدبخت لوگوں کی نظر میں (معاذاللہ) حضرت مریم علیہا السلام کا چال چلن مشتبہ تھا۔ بدیں وجہ ان کی

عصمت و پاکیزگی اور پاک دامنی ثابت کرنے کے لئے شہادت صفائی کی ضرورت تھی جو قرآن مجید نے بیان کردی۔ حضور نبی کریم ﷺ کی والدہ ماجدہ تمام جہاں کی نگاہ میں عفت مآب اور پاک دامن تھیں۔ ان کے لئے شہادت صفائی کی ضرورت ہی نہ تھی۔ لہٰذا قرآن حکیم میں ان کا نام نہ لیا گیا۔

**اعتراض:** قرآن میں یسوع مسیح کی والدہ کے متعلق لکھا ہے: ''واذقالت الملائکة یامریم ان اللّٰہ اصطفاك وطهرك واصطفاك علیٰ نساء العالمین (آل عمران:۴۲)'' ترجمہ: ''جب فرشتوں نے کہا اے مریم اللہ نے تجھے برگزیدہ کیا اور تجھے پاک کیا اور تمام دنیا کی عورتوں سے تجھے برگزیدہ کیا۔'' دیکھئے اس آیت میں یسوع مسیح کی والدہ محترمہ کو اتنی بڑی فضیلت حاصل ہے جو قیامت تک اور کسی عورت کو حاصل نہیں ہوئی۔ اسی وجہ سے ان کے بیٹے یسوع مسیح علیہ السلام کی تمام انبیاء پر فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

**جواب:** کیا ماں کے فضل وشرف پر اولاد کی فضیلت کا انحصار ہے؟۔ اگر ماں کے شرف ومجد ہی سے اولاد کی فضیلت ہوتی ہے تو حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ کی کسی فضیلت کا ذکر بائبل میں نہیں۔ عیسائی بتائیں کہ حضرت مریم کو فضیلت کیسے حاصل ہوئی؟۔

عیسائی مناد اور پادری کیوں غور وفکر نہیں کرتے کہ حضرت مریم کے محولہ بالا فضائل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مرہون منت نہیں۔ کیونکہ انہیں یہ کمالات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے پیشتر حاصل ہو چکے تھے۔ قابل غور امر ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام کے اصطفیٰ اور ان کی تطہیر کا ذکر جس آیت میں ہے اس آیت مبارکہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش کا قطعاً کوئی ذکر نہیں۔ ان کی بشارت وولادت کا تذکرہ اس آیت کے بعد کی آیات میں ہے جو اس امر کی بیّن دلیل ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام کے مندرجہ بالا فضائل بالذات تھے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی وساطت سے نہ تھے۔ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ قرآن مجید اور بائبل مقدس کے کھلے اور واضح ارشادات ہیں کہ فضیلت وکرامت نسب سے نہیں بلکہ ایمان واعمال اور عطائے خداوندی سے ہے:

اصطفاك علیٰ نساء العالمین کا مفہوم ایسا ہی ہے جیسا کہ بنی اسرائیل کے متعلق فرمایا: ''انی فضلتكم علی العالمین (البقرہ:۴۷)'' عالمین عالم کی جمع ہے۔ العالم مایعلم به الشئی! عالم اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ صانع (خالق) کے وجود پر دلالت کرتا ہے۔ کل انسان ایک عالم ہے۔ ہر ایک قوم ایک عالم ہے۔ بلکہ ہر زمانہ کے لوگوں کو بھی عالم کہا جاتا ہے۔ (ابن جریر)

پس مفہوم یہ ہوا کہ بنی اسرائیل کو اپنے اسی زمانہ میں اقوام عالم پر فضیلت عطاء کی گئی تھی۔

حدیث میں ہے: ''مریم خیر نساء عالمها (روح المعانی)'' ''مریم اپنے زمانہ کی عورتوں میں سب سے بہتر تھیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کا ایک اور ارشاد ہے: ''سیدة النساء بنی اسرائیل (بیضاوی، سورہ آل عمران)'' ''مریم بنی اسرائیل کی عورتوں کی سردار تھیں۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ عورتوں میں سوائے تین کے کسی کی تکمیل نہیں ہوئی۔ مریمؑ، آسیہؑ، خدیجہؓ اور عائشہؓ کی فضیلت سب عورتوں پر ایسی ہے جیسی ثرید کی فضیلت تمام کھانوں

پر۔ (ابن کثیر، روح المعانی)

ایک حدیث میں ہے کہ: ’’جنت میں عورتوں کی سردار فاطمہؓ ہوں گی۔‘‘ (بخاری کتاب المناقب)

ایک حدیث میں ہے: ’’عن عمار ابن سعدؓ انه قال، قال رسول الله ﷺ فضیلة خدیجة علیٰ نساء فیه للعهد والمراد بها الازواج المطهرات الموجودات حین الاخبار (روح المعانی)‘‘ کہ نساء العالمین میں الف لام عہد کا ہے۔ جس کا معنی ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام کو اپنے زمانہ کی عورتوں پر فضیلت ہے۔ نہ کہ قیامت تک کی مستورات پر۔

اگر عیسائی احسان فراموش نہ ہوں تو وہ قیامت تک حضور سرور کائنات امام الانبیا ﷺ اور قرآن مجید کے احسانات سے سبکدوش نہیں ہو سکتے۔ منجملہ اور عظیم احسانات کے حضرت مریم علیہا السلام کے فضائل وکمالات اور شرف ومجد کا تذکرہ ہے۔ اگر حضرت مریم علیہا السلام کی شخصیت کا انحصار اناجیل اربعہ پر ہوتا تو بزرگی وفضیلت تو کجا وہ (نعوذ باللہ من ذالک) ایک ادنیٰ درجہ کی عورت کی سطح سے بلند ثابت نہ ہوتیں۔ دیکھئے حوالہ جات ذیل:

۱...... ’’جب وہ (یسوع مسیح) بھیڑ سے کہہ ہی رہا تھا کہ تو دیکھو اس کی ماں اور تیرے بھائی باہر کھڑے تھے اور اس (یسوع) سے باتیں کرنی چاہتے تھے۔ کسی نے اس سے کہا دیکھ تیری ماں اور تیرے بھائی باہر کھڑے ہیں اور تجھ سے باتیں کرنی چاہتے ہیں۔ اس نے خبر دینے والے کے جواب میں کہا کون ہے میری ماں اور کون ہے میرے بھائی؟۔ اور اپنے شاگردوں کی طرف ہاتھ بڑھا کر کہا دیکھو میری ماں اور میرے بھائی یہ ہیں۔ کیونکہ جو کوئی میرے آسمانی باپ کی مرضی پر چلے میرا بھائی اور بہن اور ماں ہے۔‘‘ (انجیل متی باب ۱۲ درس ۴۶ تا ۵۰)

۲...... ’’بھیڑ میں سے ایک عورت نے پکار کر اس (یسوع مسیح) نے کہا ہاں مگر زیادہ مبارک وہ ہیں جو خدا کا کلام سنتے اور اس پر عمل کرتے ہیں۔‘‘ (انجیل لوقا باب ۱۱ درس ۲۷، ۲۸)

’’پھر اس (یسوع علیہ السلام) کی ماں اور اس کے بھائی اس کے پاس آئے۔ مگر بھیڑ کے سبب اس تک نہ پہنچ سکے اور اسے خبر دی۔ حتیٰ کہ تیری ماں اور تیرے بھائی باہر کھڑے ہیں اور تجھ سے ملنا چاہتے ہیں۔ اس نے جواب میں ان سے کہا کہ میری ماں اور میرے بھائی تو یہ ہیں جو خدا کا کلام سنتے اور اس پر عمل کرتے ہیں۔‘‘

(انجیل لوقا باب ۸ درس ۱۹ تا ۲۱)

ان حوالہ جات سے صاف ظاہر ہے کہ جناب یسوع کی دانست میں ان کی والدہ نہ خدا کا کلام سنتی تھیں۔ ان کے ارشاد کے پیش نظر ان کے شاگرد مریم سے زیادہ قابل مبارک تھے۔ کیونکہ وہ خدا کا کلام سنتے اور اس پر عمل کرتے تھے۔ جناب مریم (نعوذ باللہ) ان صفات عالیہ سے محروم تھیں۔ اسی لئے جناب یسوع نے ماں کی نسبت بے زاری اور اپنے شاگردوں کے متعلق محبت کا اظہار فرمایا۔

عیسائی مشنریو! یہ بقول بائبل یسوع کی نظر میں ماں کی فضیلت۔ کیا مریم کے اسی شرف کی وجہ سے یسوع کی فضیلت کے قائل ہو؟۔ تلك اذاً قسمة ضیزیٰ!

۳...... ’’پھر تیسرے دن قانائے گلیل میں ایک شادی ہوئی اور یسوع کی ماں وہاں تھی اور یسوع اور

اس کے شاگردوں کی بھی اس شادی میں دعوت تھی اور جب مے (شراب) ہوچکی یسوع کی ماں نے اس سے کہا کہ ان کے پاس مے نہیں رہی۔ یسوع نے اس سے کہا اے عورت مجھے تجھ سے کیا کام ہے؟۔''

(انجیل یوحنا باب۲ درس ۱تا۴)

عیسائی مشنری اس عبارت کو بار بار پڑھیں اور بتائیں کہ جناب یسوع اپنی والدہ کو دنیا کی تمام عورتوں سے افضل سمجھتے تھے؟۔ کیا یہ طرز خطاب بتارہا ہے کہ مخاطبہ اپنے زمانہ کی افضل ترین عورت تھی؟۔ کیا جناب یسوع اپنے شرف ومجد کو اپنی والدہ کی بزرگی وفضیلت کی طرف منسوب کرتے تھے؟۔

**اعتراض:** قرآن شریف میں لکھا ہے کہ یسوع مسیح علیہ السلام نے پیدا ہونے کے فوراً بعد کلام کیا اور انہیں نبوت وکتاب دودھ پینے کے زمانہ میں دی گئی۔ حضرت محمد ﷺ نے پیدا ہوتے ہی کلام نہ کیا اور انہیں مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق چالیس سال کی عمر میں نبوت اور کتاب عطاء کی گئی۔ پس ثابت ہوا کہ جناب یسوع مسیح علیہ السلام حضرت محمد ﷺ سے افضل تھے۔

**جواب:** اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: ''فأتت به قومها تحمله قالوا یامریم لقد جئت شیئاً فریا یاخت هارون ماکان ابوك امرا أسوء وماکانت امك بغیّا فاشارت الیه قالوا کیف نکلم من کان فی المهد صبیا قال انی عبدالله اٰتنی الکتاب وجعلنی نبیا (مریم:۲۷،۲۸)''

ترجمہ: ''پھر مریم بچے کو اٹھائے ہوئے اپنی قوم کے پاس آئی۔ ان لوگوں نے کہا اے مریم! تو یہ عجوبہ وطوفان کہاں سے لائی؟۔ اے ہارون کی بہن تیرا باپ برا آدمی نہ تھا اور نہ تیری ماں بدکار تھی۔ پس مریم نے اپنے بچہ کی طرف اشارہ کیا۔ لوگوں نے کہا ہم کیوں کر اس سے بات کریں۔ وہ جھولے میں بچہ ہے۔ مسیح نے کہا میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں۔ اس نے مجھے کتاب دی اور مجھے نبی بنایا۔''

حضرت مریم علیہا السلام بیٹے کی ولادت کے بعد اسے اٹھائے ہوئے قوم کے سامنے آتی ہیں۔ قوم نے حضرت مریم علیہا السلام پر بدگمانی وبہتان تراشی کرتے ہوئے کہا کہ اے مریم علیہا السلام تیرا باپ اور تیری ماں تو بدکار نہ تھے۔ ابھی تک تیری شادی نہیں ہوئی تو یہ ناجائز بچہ کہاں سے لے آئی؟۔ حضرت مریم علیہا السلام کے لئے نہایت مشکل اور نازک وقت تھا۔ اگر اپنی زبان سے اپنی پاک دامنی کا اظہار کرتیں تو قوم میں سے کوئی اعتبار نہ کرتا۔ اگر ان کے قریبی رشتہ داران کی بریت بیان کرتے تو بھی اتہام لگانے والوں کو اعتبار نہ ہوسکتا تھا۔ اگر خود مسیح علیہ السلام بالغ ہوکر والدہ ماجدہ کی پاکیزگی کی شہادت دیتے تو بھی کسی کی تسکین نہ ہوتی۔ ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کاملہ سے بطور خارق عادت حضرت مسیح علیہ السلام کو تکلم فی المہد عطا فرمایا۔ تاکہ وہ معجزانہ طریق پر اپنی زبان سے اپنی والدہ محترمہ کی عصمت وعفت کی ناقابل تردید شہادت دیں۔

چنانچہ انہوں نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں۔ اللہ مجھے کتاب اور نبوت عطا فرمائے گا۔ نبوت اور کتاب کا ذکر اس لئے کیا کہ تورات کے حکم کے پیش نظر ''مشکوک بچہ'' دسویں پشت تک خداوند کی جماعت میں داخل نہیں ہوسکتا تھا:

’’حرامی بچہ خداوند کی جماعت میں داخل نہ ہو۔ اس کی دسویں پشت تک وہ خداوند کی جماعت میں شامل حال نہ ہو۔‘‘ (کتاب موسیٰ استثنا باب ۲۳ درس ۲)

حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا کہ میری پیدائش ناجائز کیسے ہوسکتی ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ مجھے کتاب ونبوت عطا کرنے والا ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کو تکلم فی المہد والدہ محترمہ کی برأت کے لئے عطا ہوا تھا۔ اسے فضیلت سے کیا تعلق؟۔ نہ کسی نے حضور سرور کائنات ﷺ فداہ ابی وامی کی والدہ مکرمہ پر کوئی الزام لگایا نہ حضور ﷺ کو والدہ ماجدہ کی برأت کے لئے تکلم فی المہد کی ضرورت پیش آئی۔ حضرت رسالت مآب خاتم النبیین ﷺ چالیس سال کی عمر میں مبعوث ہوئے تو اس میں اعتراض کی کون سی بات ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام اسی عمر میں نبوت پر فائز ہوتے رہے ہیں۔

یہ بھی قطعاً غلط ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو دودھ پینے کے زمانہ میں نبوت وکتاب دی گئی تھی۔ قرآن حکیم کی کسی آیت سے ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت عیسیٰ کو کتاب ونبوت حالت شیرخوارگی میں ملی ہو۔ محولہ بالا آیت میں صرف پیشگوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے کتاب دے گا اور نبی بنائے گا۔ اگر کوئی عیسائی ماضی کے صیغہ سے استدلال کرے تو یہ اس کی قرآن حکیم کے اسلوب بیان سے جہالت کی دلیل ہوگی۔ تقدیر مبرم اور یقین الوقوع واقعہ کے لئے ماضی کا صیغہ استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے:

’’ونفخ فی الصور فاذا ہم من الاجداث الیٰ ربہم ینسلون (یاسین:۵۱)‘‘ ترجمہ: ’’اور صور پھونکا جائے تو وہ یکا یک قبروں سے نکل کر اپنے رب کی طرف جلد جلد چلنے لگیں گے۔‘‘

کیا صور پھونکا گیا۔ کیا مردے زندہ ہوکر میدان محشر میں جمع ہوگئے؟۔ ہرگز نہیں۔ یقین الوقوع ہونے کی وجہ سے ماضی کا صیغہ بیان کیا گیا ہے۔ عیسائیوں کی انجیل بھی واضح الفاظ میں اعلان کر رہی ہے کہ جناب یسوع مسیح علیہ السلام نے اکتیس سال کی عمر میں یوحنا سے بپتسمہ لیا اسی وقت وہ مبعوث ہوئے اور ان پر روح القدس نازل ہوا۔ جیسا کہ لکھا ہے:

’’جب سب لوگوں نے (یوحنا سے) بپتسمہ لیا اور یسوع بپتسمہ پاکر دعا مانگ رہا تھا تو ایسا ہوا کہ آسمان کھل گیا اور روح القدس جسمانی صورت میں کبوتر کی مانند اس پر اترا اور آسمان سے آواز آئی کہ تو میرا پیارا بیٹا ہے تجھ سے میں خوش ہوں۔ تب یسوع خود تعلیم دینے لگا تو برس تیس ایک کا تھا۔‘‘ (انجیل لوقا باب ۳ درس ۲۱ تا ۲۳)

انجیل سے معلوم ہوا کہ جناب یسوع مسیح اکتیس سال کی عمر میں مبعوث ہوئے تھے۔

## ضروری اعلان!

قارئین لولاک سے گزارش ہے کہ جلد کی تبدیلی کے بعد جن حضرات کا سالانہ چندہ ختم ہوچکا ہے اور انہیں دفتر ماہنامہ لولاک کی طرف سے بذریعہ خط آگاہ بھی کیا جاچکا ہے۔ لیکن تاحال چندہ ارسال نہیں کیا۔ براہ کرم! چندہ ارسال فرماکر مشکور فرمائیں۔ خط وکتابت کرتے وقت خریداری نمبر ضرور لکھیں۔ ادارہ

# قول مقبول فی حجت حدیث رسول ﷺ!

جناب عبدالمنان معاویہ

دین اسلام چونکہ ابدی دین ہے۔ اس لئے اس کا نظام حیات بھی ابدی ہے۔ خداوند تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ: ’’ان الدین عند اللّٰہ الاسلام‘‘ اسلام ہی قیامت تک رہنے والا دین واحد ہے۔ تو اس کی حفاظت کا انتظام بھی تو قیامت تک کے لئے ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے خود ہی ارشاد فرمایا کہ: ’’مجھے تمام ادیان سے دین اسلام پسند ہے۔‘‘ تو خود ہی باری تعالیٰ نے اس دین حق کی حفاظت کا انتظام فرمایا۔ قرآن مجید کی حفاظت کا وعدہ ان الفاظ میں فرمایا کہ ’’انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون‘‘

جو قرآن مجید میں احکامات صادر فرمائے۔ ان کی تفصیل حدیث پیغمبرؐ ہے۔ آپ اسلام کے نظام زندگی اور دنیا کے تمام مذاہب کا بنظر غائر مطالعہ فرمائیں۔ آپ کو ایسا جامع نظام حیات کہیں نہ ملے گا۔ دنیا میں اس وقت جتنے بھی ادیان موجود ہیں ان کی مذہبی کتب تحریف کا شکار ہوئیں اور نجانے یہ عمل پیشوایان قوم نے کتنی بار دہرایا ہوگا۔ اس وقت صرف دین اسلام ہی وہ واحد دین ہے جس میں ایک زبر یا زیر کی بھی کمی بیشی نہیں کی گئی۔

ہر دور میں مختلف فتنے دین اسلام پر تیشہ زنی کرنے کے لئے بڑے زور وشور سے اٹھے۔ لیکن الحمدللہ محافظان دین نے ان کا بروقت تعاقب کیا۔ وہ فتنے رفو ہوگئے۔ قبل از تقسیم برصغیر میں ایک نیا فتنہ اٹھا۔ منکرین حدیث کے بانی چوہدری غلام احمد پرویز تھے۔ ایک رسالہ ’’طلوع اسلام‘‘ کے نام سے نکالتے تھے۔ جو اب بھی جاری ہے۔ ان کی سب سے زیادہ مشہور ہونے والی کتب درج ذیل ہیں:

۱… معارف القرآن۔ ۲… مفہوم القرآن۔ ۳… مطالب القرآن بالقرآن۔ ۴… مقام حدیث۔ ۵… معراج انسانیت۔ ۶… انسان نے کیا سوچا۔ ۷… اسلام کیا ہے۔ ۸… شعلہ مستور۔ ۹… کتاب التقدیر۔ ۱۰… شاہکار رسالت۔ کے علاوہ اور بھی چند کتب ہیں۔

حدیث کے لفظی معنی بات (Statement) اور گفتگو (Talke) کے ہیں۔

علامہ جوہری صحاح میں لکھتے ہیں: ’’الحدیث، الکلام قلیلہ وکثیرہ‘‘ حدیث بات کو کہتے ہیں۔ مختصر ہو یا مفصل۔

حضور پیغمبر اسلام کی تعلیمات بیان کے پہلو سے ذکر کی جائیں تو حدیث کہلاتی ہیں اور ان روایات کی تحدیث کو (Transmission) (آگے بیان کرنا) کہتے ہیں۔ عمل کے پہلو سے حضور ﷺ کی تعلیمات کو سنت کہا جاتا ہے۔ سنت عربی میں طریقے اور راہ کو کہتے ہیں۔ حضور ﷺ کی تعلیمات (قولی، فعلی اور تقریری) معرض بیان میں ہوں تو حدیث ہیں اور معرض عمل میں ہوں تو سنت کہلاتی ہے۔ حدیث میں بیان کی نسبت غالب ہے اور سنت میں عمل کی نسبت غالب ہے۔ صحابہ کرامؓ جب اس طریق کی نشان دہی کرتے تھے جس پر حضور اکرم ﷺ نے انہیں قائم کیا تو کہتے تھے: ’’سن رسول اللّٰہ ﷺ‘‘ حضور ﷺ نے اس امر کو ہمارے لئے راہ عمل بنایا ہے اور جب

حضور ﷺ کی بات کو نقل کرتے تو کہتے تھے: ''حدثنا رسول اللہ ﷺ'' حضور ﷺ نے اسے ہمارے لئے بیان کیا۔

(آثار الحدیث ج اول ص ۳۴، ۳۵، از متکلم اسلام حضرت مولانا ڈاکٹر خالد محمود صاحب مدظلہ)

حافظ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں: ''وأما الحديث فأصله ضد القديم وقد استعمل فى قليل الخبر وكثيره لانه محدث شيئاً فشيئاً'' یعنی حدیث قدیم کی ضد ہے اور حدوث سے ماخذ ہے۔ اس کا اطلاق خبر قلیل اور خبر کثیر دونوں پر ہوتا ہے اور خبر ایک مرتبہ صادر نہیں ہوتی۔ بلکہ شیئاً فشیئاً یعنی تدریجاً اس کا ظہور ہوتا ہے اور خبر ہونے کی یہ شان حضور اکرم ﷺ کی احادیث میں موجود ہے۔ اس لئے اس کو حدیث کہتے ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے بخاری کی شرح میں فرمایا ہے: ''المراد بالحديث فى عرف الشرع: مايضاف الى النبى ﷺ وكأنه اريد به مقابلة القرآن لأنه قديم'' یعنی عرف شرع میں حدیث ہر وہ چیز ہے جو حضور ﷺ کی طرف منسوب ہو اور جو چیز حضور ﷺ کی طرف منسوب ہو اسے حدیث کہتے ہیں۔ قرآن کے تقابل کی وجہ سے جو کہ قدیم ہے۔ (کشف الباری عما فی صحیح البخاری ج اول ص ۸، ۹، مولانا سلیم اللہ خان)

حدیث قول رسولؐ، فعل رسولؐ اور تقریر رسولؐ کو کہتے ہیں۔ قول سے مراد حضور علیہ السلام کی بات ہے۔ فعل سے مراد حضور علیہ السلام کا عمل ہے اور تقریر سے مراد آنحضور ﷺ کے سامنے کسی صحابی نے کوئی عمل کیا۔ اس پر آپ ﷺ نے سکوت فرمایا اور نکیر نہ فرمائی اسے تقریر رسول ﷺ کہتے ہیں۔

خداوند تعالیٰ فرماتے ہیں: ''كما ارسلنا فيكم رسولاً منكم يتلوا عليكم آياتنا ويزكيكم ويعلمكم الكتاب والحكمة ويعلمكم مالم تكونوا تعلمون (بقرہ:۱۵۱)'' ﴿جس طرح تم لوگوں میں ہم نے ایک (عظیم الشان) رسول کو بھیجا تم ہی میں سے ہماری آیات (واحکام) پڑھ پڑھ کر تم کو سناتے ہیں اور (جہالت سے) تمہاری صفائی کرتے رہتے ہیں۔ اور تم کو کتاب (الٰہی) اور فہم کی باتیں بتلاتے رہتے ہیں اور تم کو ایسی (مفید) باتیں تعلیم کرتے رہتے ہیں جن کی تم کو خبر بھی نہ تھی۔

ان آیات میں اللہ رب العزت نے حضور نبی اکرم ﷺ کی چار بڑی ذمہ داریوں کے متعلق بتایا:

۱...... ہماری آیات پڑھ پڑھ کر تمہیں سناتے ہیں۔

۲...... تمہارے نفس کا تزکیہ کرتے ہیں۔ یعنی جہالت، رسوم ورواج، باطنی بیماریوں سے تمہاری صفائی کرتے ہیں۔

۳...... کتاب الٰہی کی باتیں سکھاتے ہیں۔

۴...... فہم (دانائی، حکمت) کی باتیں سکھاتے ہیں۔

اس سے ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ کی باتیں قرآن مجید کی رو سے حجت ہوئیں۔ سورۃ النجم میں ارشاد ربانی ہے: ''وماينطق عن الهوىٰ ان هو الا وحى يوحىٰ'' ﴿اور آپؐ اپنی نفسانی خواہش سے باتیں

نہیں کرتے۔ بلکہ آپ وہی فرماتے ہیں جو آپ پر وحی بھیجی جاتی ہے۔(آیت نمبر۳،۴)

اس آیت کریمہ سے بھی یہی پتہ چلتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی باتیں وحی الٰہی ہیں۔ لہٰذا آپ ﷺ کی باتیں دین میں حجت ہوئیں۔ ایک پرویزی شخص سے ایک گفتگو میں راقم نے جب سورۃ النساء کی آیت نمبر ۵۹ پڑھی جس کا مفہوم ہے:''اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور حاکموں کا جو تم میں سے ہوں۔'' آیت مبارکہ یہ ہے:''یا ایھا الذین آمنوا اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم''

راقم نے کہا جب اس آیت مبارکہ اولاً اللہ کا حکم ماننے کا کہا جا رہا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ کا حکم قرآن مجید ہوا۔ ثانیاً حضور علیہ السلام کے حکم ماننے کا حکم دیا جا رہا ہے تو حضور ﷺ کا حکم کیسے مانیں۔ جبکہ آپ کے نزدیک حدیث دین میں حجت نہیں۔ بلکہ عجمی سازش ہے۔(معاذ اللہ)

بجائے اس کے کہ وہ کوئی دلیل دیتے مجھ پر برس پڑے۔ اس آیت کریمہ میں بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کے حکم کو ماننے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ اس آیت مبارکہ کے ذیل میں ڈاکٹر علامہ خالد محمود تحریر فرماتے ہیں:

''یہاں تین اطاعتیں فرض بتلائی گئیں: ا......اللہ کی اطاعت ۲......رسول پاک کی اطاعت ۳......اولی الامر کی اطاعت۔ مگر لفظ اطیعوا صرف دوبار لائے۔ الرسول کے لئے لفظ مستقل طور پر وارد ہوا۔ مگر اولی الامر کی اطاعت اسی اطیعوا کی ماتحت رکھی گئی۔ جو الرسول پر داخل تھا۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ اولی الامر کی اطاعت میں تو شرط ہے کہ خدا اور اس کے رسول کے احکام کے خلاف نہ ہو۔ ان کی اطاعت کے تابع ہو۔ لیکن رسول کی اطاعت میں یہ شرط نہیں لگائی گئی۔ کیونکہ اس کی ہر بات اللہ کے حکم سے ہوگی۔ اس کے خلاف نہیں ہوسکتی۔ رسول کی ہر ہر ادا اور ہر ہر بات پر خدا کی حفاظت کا پہرہ ہوتا ہے۔ سو پیغمبر کی اطاعت اور ایک حاکم کی اطاعت میں جوہری فرق ہے۔''

(آثار الحدیث ج اول ص۲۹۵)

چوہدری غلام احمد پرویز نے لکھا:''احادیث' نبی اکرم ﷺ کے اقوال واعمال کے مجموعے کا نام ہے۔ اگر یہ جزو دین تھیں تو جس طرح آپ ﷺ نے قرآن کریم کے ایک ایک لفظ کو لکھوایا، زبانی یاد کرایا، لوگوں سے سنا، دہرایا اور ہر طرح سے اطمینان فرمالیا کہ اس کا ایک ایک حرف محفوظ کر دیا گیا۔ احادیث کے متعلق بھی یہی انتظام فرمانا چاہئے تھا۔ اس لئے کہ منصب رسالت کا یہی تقاضا تھا اور بہ حیثیت رسول حضور ﷺ کا یہ فریضہ کہ دین کو محفوظ ترین شکل میں امت کے پاس چھوڑتے۔ لیکن حضور ﷺ نے جہاں قرآن کریم کے متعلق اس قدر حزم واحتیاط سے کام لیا۔ احادیث کے متعلق کوئی انتظام نہیں فرمایا۔ برعکس اس کے خود کتب احادیث میں یہ روایت بھی موجود ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:''مجھ سے قرآن کے علاوہ اور کوئی چیز نہ لکھو۔ جس نے قرآن کے علاوہ اور کوئی چیز لکھی ہو اسے مٹادے۔(جامع ترمذی)'' (مقام حدیث قسم دوم ص۴،۵، ناشر ادارہ طلوع اسلام گلبرگ لاہور)

مسٹر پرویز کی تحقیق کی حقیقت ملاحظہ فرمائیے:

اولاً: جب پرویز صاحب حدیث کو ظنی اور قیاسی سمجھتے ہیں اور دین میں حجت تسلیم نہیں کرتے تو حدیث

سول ﷺ سے حوالہ کیوں دیتے ہیں۔ یہ بات انہیں قرآن کریم سے ثابت کرنی چاہئے تھی کہ اے نبی ﷺ! اپنے صحابہؓ کو قرآن کے علاوہ اور کوئی چیز نہ لکھواؤ۔ لیکن پورے قرآن کریم میں یہ بات آپ کو نہیں ملے گی۔ جبکہ پرویز صاحب جو کہ فکر قرآنی کے علمبردار کہلاتے تھے۔ انہیں تو صرف قرآن کریم سے ثابت کرنا چاہئے تھا۔

ثانیاً چند احادیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیے:

۱...... حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''نضر اللہ عبداً سمع مقالتی فحفظها فوعاها واداها فرب حامل فقه غیر فقیه'' (معرفت علوم الحدیث بحوالہ شوق حدیث ص۱۱۱،۱۱۲، مولانا سرفراز خان) اللہ تعالیٰ اس بندہ کو تروتازہ رکھے (یعنی خوش وخرم) جس نے میری بات سنی اور خوب یاد کرلی اور وہ دوسروں تک پہنچادی۔ سو بسا اوقات ہوسکتا کہ فقہ پر مشتمل حدیث کسی کو یاد ہو مگر وہ فقیہ نہیں۔

۲...... اسی طرح حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''حدثوا عنی (صحیح المسلم)'' ﴿میری حدیثیں دوسروں کو پہنچاؤ۔﴾

۳...... آپ ﷺ ہی کا ارشاد گرامی تھا: ''یبلغ الشاهد الغائب (ایضاً)'' ﴿جو حاضر ہے وہ غائب تک پہنچادے۔﴾

۴...... ایک اور حدیث بھی ملاحظہ فرمائیے: ''نضر اللہ امرأ سمع منا شیئاً فبلغه کما سمعه (مشکوٰۃ کتاب العلم)'' ﴿اللہ جل مجدہ اس شخص کو شاداب رکھے جس نے ہم سے کچھ سن کر لوگوں تک اسی طرح پہنچادیا جس طرح سنا تھا۔﴾

جناب پرویز کو یہ احادیث مبارکہ کیوں نہ نظر آئیں۔ ذات رسول ﷺ کو بے وقعت ثابت کرنے کے لئے انہوں نے یہ کارنامہ سرانجام دیا اور میرا یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ انہوں نے کوئی ذاتی تحقیق نہیں کی۔ بلکہ مستشرقین کی کی ہوئی تحریف چرا کر ان کے الفاظوں کو نیا جامہ پہنا کر پیش کردیا۔ مسٹر پرویز نے کہا کہ حضور علیہ السلام نے صحابہؓ کو قرآن کے علاوہ اور کچھ لکھنے سے منع فرمایا۔ آئیے اس قول کی حقیقت ملاحظہ فرمائیں:

۱...... یمن کا ایک شخص ابوشاہ فتح مکہ کے موقع پر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب اس نے حضور ﷺ کا بیان سنا تو گزارش کی کہ حضور ﷺ مجھے لکھ دیجئے۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو حکم دیا کہ یہ بیان ابوشاہ کے لئے قلم بند کردو۔ ''اکتبوه لابی شاه'' ﴿ابوشاہ کے لئے یہ باتیں لکھ دو۔ (صحیح البخاری ج۱، جامع ترمذی ج۲ بحوالہ آثار الحدیث ج۱ ص۳۴۳)﴾

۲...... اسی طرح ایک انصاری حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ میں آپ ﷺ سے حدیث سنتا ہوں تو بھول جاتا ہوں۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''استعن بیمینك'' ﴿اپنے ہاتھ سے مدد لو۔ یعنی لکھ لیا کرو۔ (جامع ترمذی ج۲ بحوالہ ایضاً ج۱ ص۳۴۲)﴾

۳...... روایت میں ہے کہ: ''واومأ بیده الخط'' ﴿کہ آپ ﷺ نے ہاتھ سے لکھنے کا ارشاد فرمایا۔﴾

۴...... اسی طرح حضرت رافع بن خدیجؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کی کہ ہم آپ ﷺ سے بہت سے باتیں سنتے ہیں تو کیا ہم انہیں لکھ لیا کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اکتبوا ولا حرج'' ﴿لکھ لیا کرو اور اس میں کوئی حرج نہیں۔ (تدریب الراوی ص ۲۸۶ بحوالہ ایضاً ص ۳۴۴)﴾

ان واضح تصریحات کے بعد بھی کوئی شخص اپنی بات پر اڑا رہے تو اس کی مرضی۔ ورنہ منصف مزاج شخص کے لئے یہ کافی ہے۔ ہم نے اس مسئلہ پہ کافی غور وفکر کیا کہ پرویز صاحب کو حدیث رسول ﷺ پر بداعتمادی کرنے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟۔ تو اس کی وجہ ایک ہی نظر آتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ جب حدیث رسول ﷺ پر سے اعتماد اٹھ جائے گا، جب عوام حدیث رسول ﷺ کو عجمی سازش کا شاخسانہ سمجھنے لگے گی تو پھر پرسٹر ویز صاحب قرآن کریم کی من مانی تشریح کر سکیں گے۔ پھر اقیموا الصلوٰۃ کا معنی ومفہوم وہی ہوگا جو پرویز صاحب یا ان جیسے دوسرے حضرات بیان کریں گے۔ پھر پورے قرآن کریم کی جو شخص جیسی بھی چاہے تفسیر کرے۔ حج، روزہ، زکوٰۃ، نماز، حلال وحرام، الغرض عقائد، عبادات اور اخلاقیات تمام کی تمام کا من گھڑت مفہوم پیش کرے گا۔ کوئی روک ٹوک نہیں ہوگی۔

آج کل ان لوگوں نے طریقہ واردات بدل لیا ہے۔ وہ پرویز صاحب کے افکار وخیالات کو نئے لبادے میں پیش کررہے ہیں۔ اسی خانوادہ کے ایک شخص جاوید احمد غامدی بھی ہے جو پرویز صاحب کی باتیں اپنے الفاظوں اور انداز میں کرتا ہے۔

یہ محدثین کرامؒ کو عجمی کہتے ہیں۔ لیکن ان دانشوروں سے کوئی پوچھے کہ جناب آپ عربی ہیں یا عجمی؟۔ آپ کا ذہن ان معارف تک کیسے پہنچ گیا۔ جہاں تک چودہ سو سال سے امت مسلمہ کے کسی شخص کا نہ پہنچ سکا۔ سلف صالحینؒ کے طریقہ سے ہٹنے کا یہی انجام ہوتا ہے۔ خداوند قدوس سے دعا ہے کہ تمام مسلمانوں کو صراط مستقیم، صحابہ کرامؓ واہل بیت عظامؓ اور سلف صالحینؒ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین ۰ یارب العالمین ۰ بجاہ سید المرسلینؐ!

---

## امیر شریعت حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے فرمایا

پاکستان کے رہنماؤ! اگر پاکستان کو صحیح معنوں میں اسلامی سلطنت بنادیا گیا تو یاد رکھو اسلامی سلطنت میں کوئی انسان دکھی نہ ہوگا۔ یہ سلطنت غیور اور بہادر مجاہدوں اور درویشوں کی بستی ہوگی۔ کوئی دشمن اسلام پاکستان کی طرف آنکھ اٹھانے کی جرأت نہ کر سکے گا۔ اسلامی پاکستان کے اندر مسائل اگر ہوں گے تو خود بخود ختم ہو جائیں گے اور مستقبل بھی پریشان کن نہ ہوگا۔ خدا یقیناً نیک نیتوں کی مدد کرتا ہے۔ بہتان طرازی سے پرہیز کرنا ورنہ خدا کے آگے جواب دہ ہوگے۔ عزت، ذلت، موت، حیات سب اللہ کے پاس ہیں۔ شیطان کو شکست دو اور اللہ کے فوجی بن جاؤ۔ دیکھو کیا ہوتا ہے۔ جھوٹے نعرے یا جھوٹے وعدے کرسی اقتدار کے لئے مت کرنا۔ کرسی اقتدار ایک بہت ہی بے وفا محبوبہ ہے۔ مسکرا مسکرا کر ایسے انداز میں جھوٹ بولنے والے خوشامدی جو سچے دکھائی دیں ہمیشہ جھوٹے اور خود غرض ہوتے ہیں۔ خدا ان سے پاکستان کو محفوظ رکھے۔ (نواب افتخار حسین ممدوٹ سے گفتگو ۱۹۵۰ء، ملتان)

مولانا سعید احمد جلال پوری

فلم خدا کے لئے

# قہرِ الٰہی کو دعوت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرب قیامت کی جو جو علامات ارشاد فرمائی ہیں، کسی قدر معمولی غور وفکر سے دیکھا جائے تو وہ منظر قریب قریب اب ہمارے سامنے ہے، اور ایسا لگتا ہے کہ یہ ہمارا دور کہیں وہی نہ ہو، نہیں تو وہ دور ہم سے کچھ زیادہ دور نہیں ہے، اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''عن موسیٰ بن ابی عیسیٰ المدینیؒ: قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم'' کیف بکم اذا فسق فتیانکم وطغیٰ نسأکم؟ قالوا یا رسول اللہ! وان ذالک لکائن؟ قال نعم و أشد منہ، کیف بکم اذا لم تأمروا بالمعروف وتنھوا عن المنکر؟ قالوا یا رسول اللہ وان ذالک لکائن؟ قال نعم و اشد منہ کیف بکم اذا رأیتم المنکر معروفاً والمعروف منکراً'' (کتاب الرقائق، ابن مبارک ص:۴۸۴)

ترجمہ:...... ''اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تمہارے نوجوان بدکار ہوجائیں گے، اور تمہاری لڑکیاں اور عورتیں تمام حدود پھلانگ جائیں گی، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! کیا ایسا بھی ہوگا؟ فرمایا: ہاں، اور اس سے بڑھ کر، اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا: جب نہ تم بھلائی کا حکم کروگے، نہ بُرائی سے منع کروگے، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا، یارسول اللہ! کیا ایسا بھی ہوگا؟ فرمایا: ہاں، اور اس سے بھی بدتر، اس وقت تم پر کیا گزرے گی؟ جب تم برائی کو بھلائی اور بھلائی کو بُرائی سمجھنے لگو گے۔''

ہمارے معاشرے کی بدلتی قدروں اور شر وفتنہ کی نت نئی شکلوں کا جائزہ لیجئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیش گوئی حرف بہ حرف صادق آتی ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ اب ہم جس طرح بڑی بڑی برائیوں اور فحاشی و غلاظت کی ایمان شکن کارروائیوں کو صبر وتحمل سے برداشت کررہے ہیں، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہمارے ایمان و ایقان کی قوت مدافعت جواب دے چکی ہے اور ہمارے دلوں سے ایمانی غیرت اور دینی حمیت رخصت ہوچکی ہے، اور ہماری ایمانی روح مرچکی ہے۔ ہم ذلت وادبار کی کس گہرائی میں گرچکے ہیں، دین و مذہب سے کس قدر دور جاچکے ہیں؟ اور ہواوہوس پرستی، عریانی، فحاشی، راگ باجے اور خواہش نفس کے سامنے اس قدر مجبور ہوچکے ہیں، کہ نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم نے جن چیزوں کو ناجائز وحرام قرار دیا تھا، ہم پوری قوت وطاقت سے ان کو حلال وجائز قرار دینے کے لئے کوشاں ہیں۔

آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تو فرماتے ہیں کہ: ’’بعثت بکسر المزامیر‘‘ (کنزالعمال ص:۲۲۶، ج:۱۵)...... میں آلاتِ لہوولعب کو توڑنے...... اور گانے بجانے کو مٹانے...... کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں...... مگر اس کے برعکس ابنائے کفر اور ذریت ابلیس نے ہمیں اپنی مخصوص حکمت عملی اور عیاری سے نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن اور سنت۔ کے مقابلہ میں لاکر کھڑا کردیا اور ہم خدا کے نام سے منسوب فلم ’’خدا کے لئے‘‘ کے عنوان سے پورے دین ومذہب اور شریعت کا مذاق اڑانا شروع ہوگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

چنانچہ نئی نسل کو دین ومذہب اور علماء سے متنفر وباغی کرنے، داڑھی، ارتداد کی شرعی سزا، اسلامی لباس، مذہبی عسکریت پسندی، طالبان کی اسلام پسندی کی برائی، قباحت اور شناعت دلوں میں بٹھانے کے علاوہ موسیقی کی حلت، مسلم لڑکی کے غیر مسلم سے نکاح، اوباش وآوارہ زندگی، بے حیائی وبے شرمی اور خواتین کی مادر پدر آزادی پر مشتمل ایک فلم بنوائی گئی، جس کا نام سن کر ہی دانتوں پسینہ آجاتا ہے کیونکہ: ’’برعکس نہند نام زنگی کافور‘‘ کے مصداق جس فلم میں اللہ سے عداوت وبغاوت اور کفر وطغیان کی تعلیم دی گئی ہو، اس کا نام ’’خدا کے لئے‘‘ رکھ کر کیا نعوذ باللہ! اللہ تعالیٰ کے قہر کو دعوت نہیں دی جارہی؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے غیظ وغضب اور قہر کو جوش آئے اور ہم سب ہی نشانِ عبرت بن جائیں؟

اس فلم کی ویب سائٹ اور اخباری اطلاعات کے مطابق اس فلم کا پس منظر یہ ہے کہ ایک گلوکار کو اللہ تعالیٰ نے کسی بندہ خدا کی برکت سے ہدایت نصیب فرمائی تو اس نے گانے بجانے اور ڈھول تماشے کی گناہ آلود زندگی کو ہمیشہ کے لئے خیر باد کہہ کر دین وشریعت کی زندگی اپنالی، جب اس نے اس غلیظ زندگی اور غلاظت بھرے ماحول سے توبہ کرکے معصیت کی جگہ طاعت، گناہ کی جگہ نیکی، بغاوت کی جگہ اطاعت، دنیا کی جگہ آخرت، ظلم کی جگہ عدل، ہواوہوس کی جگہ دین وشریعت، گمراہی کی جگہ ہدایت کو اپنالیا اور ان کی دعوت وتبلیغ شروع کردی، تو ذریت ابلیس کے سینے پر سانپ لوٹنے لگے، ان سے یہ برداشت نہ ہوسکا کہ ایک مسلمان راہ راست پر کیسے آگیا؟ اس پر حقیقت حال کیوں کھل گئی؟ اس نے اپنی خوبصورت آواز کو حمد ونعت اور تلاوت کلام اللہ میں استعمال کرنا کیوں شروع کردیا؟ اس نے گانے باجے اور راگ ورنگ کی مذمت کیوں شروع کردی؟ اس کے اس طرز عمل سے اس کے سینکڑوں پرستاروں نے

اس غلیظ کوچہ و بازار سے کیوں منہ موڑ لیا؟ اس نے اور اس کے چاہنے والوں نے مسجد و مدرسہ کا رخ کیوں کیا؟ اس کی دیکھا دیکھی مسلم نوجوان اس کی ہمنوائی کیوں کرنے لگے؟ وہ یورپ و امریکا کی جگہ حرمین شریفین کے چکر کیوں کاٹنے لگا، اس نے نفس و شیطان کو چھوڑ کر اللہ اور اس کے رسول کا دامن کیوں تھام لیا؟ وغیرہ وغیرہ۔

یہ تھا وہ دکھ اور یہ تھی وہ تکلیف اور درد جس کی وجہ سے ضلالت و گمراہی کے پجاریوں اور دین و مذہب کے غداروں کے پیٹ میں مروڑ اٹھنے لگے، چنانچہ انہوں نے مسلمانوں سے بدلہ لینے اور ان کو اس کا مزہ چکھانے کے لئے وہ کھیل کھیلا کہ شیطان بھی انگشت بدنداں ہوگا، شاید اس کو بھی یہ ترکیب نہ سوجھی ہوگی کہ کسی غلیظ فلم پر ''خدا کے لئے'' کا ٹائٹل استعمال کیا جائے، کیا کوئی مسلمان یہ گوارا کرسکتا ہے کہ کسی زناکاری، بدکاری، عیاشی، فحاشی اور جسم فروشی کے اڈے پر ''خدا کے لئے'' کا بورڈ سجا دیا جائے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو ایک ایسی فلم...... جس میں احکام اسلام، شعائر اسلام اور منصوصات شرعیہ کا انکار کیا گیا ہو، جس میں غنیٰ اور موسیقی جیسی لعنت کو...... جس کے بارہ میں ارشاد نبویؐ ہے:''الغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء البقل.'' (کنز العمال ص:۲۱۸، ج:۱۵)...... گانا باجا، دل میں اس تیزی سے نفاق پیدا کرتا ہے جس تیزی سے پانی سبزی کو اگاتا ہے...... جائز و حلال باور کرانے کی کوشش کی گئی ہو، جس میں داڑھی جیسے حکم شرعی کا مذاق اڑایا گیا ہو...... اس پر ''خدا کے لئے'' کا عنوان لگانا کیونکر گوارا اور برداشت ہوسکتا ہے؟ نعوذ باللہ! کہیں یہ اس گھناؤنی سازش کا حصہ تو نہیں کہ آئندہ لوگ گناہ کو گناہ سمجھ کر نہیں، بلکہ نیکی سمجھ کر کیا کریں؟ کیا اس کا یہ معنی نہیں کہ آئندہ مسلمان خنزیر کے گوشت کو بکری کا گوشت سمجھ کر کھایا کریں؟ یا شراب اور پیشاب پر زمزم کا لیبل لگا کر استعمال کیا کریں؟ یا پھر نعوذ باللہ! ناچ گانے کے کلب پر بیت اللہ کا بورڈ لگا کر اس کنجر خانہ کو بیت اللہ کا نام دیا جائے؟

ہائے افسوس! کہ مسلمان تقلید مغرب میں اس قدر مسخ ہوگیا ہے کہ اب وہ جھوٹ، سچ اور حق و باطل کے درمیان حائل دیوار گرانے پر تل گیا ہے، اور جو کام دنیائے کفر اور ذریت ابلیس نہ کرسکی تھی، اس کا ذمہ اس نام نہاد مسلمان نے اٹھا لیا ہے؟ کیا کہا جائے ایسے لوگ مسلمان کہلانے کے لائق ہیں؟ یا کافر؟ کیا صرف اسلامی نام رکھنے سے آدمی مسلمان بن جاتا ہے؟ دیکھا جائے تو ان فلم سازوں نے مسلمانوں کی دینی، ملی غیرت پر حملہ کیا ہے، بلاشبہ یہ فلم محض فلمی کردار نہیں، بلکہ دین و مذہب، امانت و دیانت، شرافت و صداقت، عفت و عصمت، حمیت و غیرت، شرم و حیاء، تقویٰ و تدین، غرض تمام دینی اقدار کے خلاف کھلی بغاوت اور اعلان جنگ ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے کافر و مسلمان کے باہمی نکاح کو ناجائز و حرام قرار دے کر، اس پر پابندی لگاتے ہوئے فرمایا تھا:

''ولا تنکحوا المشرکات حتیٰ یؤمن ولامة مؤمنة خیر من مشرکة، ولو اعجبتکم ولا تنکحوا المشرکین حتی یؤمنوا، ولعبد مومن خیر من مشرک ولو اعجبکم، اولئک یدعون الی النار، واللّٰہ یدعو الی الجنة والمغفرة باذنه ویبین آیاته للناس لعلهم یتذکرون.'' (البقرہ:۲۲۱)

ترجمہ:''اور نکاح مت کرو مشرک عورتوں سے جب تک ایمان نہ لے آئیں اور

البتہ لونڈی مسلمان بہتر ہے مشرک بی بی سے اگر چہ وہ (مشرک عورت) تم کو بھلی لگے اور نکاح نہ کرو مشرکین سے جب تک وہ ایمان نہ لے آویں اور البتہ غلام مسلمان بہتر ہے، مشرک سے اگر چہ وہ (مشرک مرد) تم کو بھلا لگے، وہ بلاتے ہیں دوزخ کی طرف اور اللہ بلاتا ہے جنت کی اور بخشش کی طرف اپنے حکم سے اور بتلاتا ہے اپنے حکم لوگوں کو تا کہ وہ نصیحت قبول کریں۔" (ترجمہ شیخ الہندؒ)

مگر یہ باغیانِ دین ومذہب کہتے ہیں ہمیں یہ پابندی قبول نہیں، بلکہ نعوذ باللہ مسلمان لڑکی کسی کافر ومشرک کے نکاح میں دی جاسکتی ہے؟ یہی وجہ ہے کہ اس فلم میں مسلمان لڑکی کے غیر مسلم سے شادی رچانے کو نہ صرف جائز قرار دیا گیا ہے، بلکہ گویا اس کی ترغیب دی گئی ہے۔

کیا یہ دین وشریعت اور قرآن وسنت سے اعلان بغاوت نہیں؟ کیا یہ کتاب اللہ کا انکار نہیں؟ کیا کتاب اللہ کا انکار کفر نہیں؟ کیا کہا جائے کہ یہ فلم کفر و ارتداد کی اشاعت وترویج کے لئے بنائی گئی ہے؟ یا مسلمانوں کی گرتی ساکھ بحال کرنے کے لئے؟ کیا اس فلم کے بنانے والے، اس کی اشاعت وترویج کرنے والے مسلمان ہیں؟ کیا سمجھا جائے کہ ایسے لوگ مسلمانوں کے ترجمان ہیں؟ یا دنیائے کفر کے ایجنٹ؟ پھر جو لوگ اس فلم کی خرید وفروخت اور دیکھنے دکھانے کے اعتبار سے اسلام دشمنوں کے مذموم مقاصد کی تکمیل کا ذریعہ بن رہے ہیں، کیا وہ اس میں برابر کے شریک نہیں؟

ہائے افسوس! کہ مسلمان کو اس کا احساس تک نہیں رہا کہ اس کی صلاحیتیں، اس کی جان ومال کہاں خرچ ہو رہا ہے؟ اور وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اپنا وزن اسلام دشمنوں کے پلڑے میں ڈال کر اپنی دنیا وآخرت تباہ کر رہا ہے۔

اسی طرح دنیائے کفر اور یہود ونصاریٰ کے ایجنٹ اس فلم کی اشاعت، ترویج اور مقبولیت کے اظہار وبیان کے لئے اخبارات، رسائل اور میڈیا میں بڑے بڑے اور جہازی سائز کے اشتہارات شائع کر کے باور کراتے ہیں کہ اب تک اس فلم کو اتنا اتنا لاکھ افراد دیکھ چکے ہیں۔

گویا وہ اپنے تئیں یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ ہم اپنے مقاصد میں اس قدر کامیاب ہو گئے ہیں؟ حالانکہ ان کم نصیبوں کو یہی نہیں معلوم کہ یہ سب کچھ ان کی مخالفت میں جا رہا ہے۔

کیونکہ اس فلم کے دیکھنے والے ان لاکھوں افراد کی گمراہی وضلالت کا وبال وگناہ بھی ان کم نصیبوں کے نامۂ اعمال میں لکھا جا رہا ہے، اس لئے کہ: "من سن فی الاسلام سنۃ سیئۃ کان علیہ وزرھا و وزر من عمل بھا" (مشکوٰۃ ص:۳۳)...... جس نے کوئی برا طریقہ ایجاد کیا، اس کا وبال اور ان سب لوگوں کا وبال جنہوں نے اس کی تقلید میں اس برے عمل کو اپنایا، اس کی گردن پر ہوگا......

اب بتلایا جائے کہ فلم بنانے، اس کی اشاعت وترویج یا خرید وفروخت کرنے والوں کو اس پر خوش ہونا چاہئے یا رونا چاہئے؟

بلاشبہ جب کوئی شخص دین ومذہب سے بیزار، فکر آخرت سے عاری، اور ہوا وہوس کا پرستار بن جائے، تو وہ نفع نقصان کے احساس سے محروم ہوجاتا ہے، بلکہ وہ جائز وناجائز اور حلال وحرام کے تصور سے بھی ناآشنا ہوجاتا ہے، اُسے مضر ومفید بلکہ اسے زہر وتریاق میں کوئی فرق نہیں نظر آتا۔

یہی کچھ اس بدنام زمانہ فلم ''خدا کے لئے'' کے ڈائریکٹر شعیب منصور کے ساتھ ہوا ہے، چنانچہ اس فلم کی ویب سائٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ موصوف مصوری اور موسیقی کے عشق میں اتنا آگے جاچکے ہیں کہ خیر سے اب وہ عقل ودانش کی تمام حدیں پار کرچکے ہیں، جیسا کہ وہ فرماتے ہیں:

''میں اس بات پر کبھی یقین نہیں کرسکتا کہ اللہ دنیا میں اپنی ہی عطا کردہ خوبصورت ترین چیزوں سے نفرت کرے گا، یعنی موسیقی اور مصوری۔''

کیا کہا جائے کہ موصوف کی عقل وخرد اور دل ودماغ درست ہیں؟ کہیں یہ صاحب ذہنی مریض تو نہیں؟ ورنہ کوئی معمولی عقل وفہم کا انسان اس کے سمجھنے سے قاصر نہیں کہ دنیا میں جتنا چیزیں ہیں، سب ہی اللہ کی پیدا کردہ اور عطا کردہ ہیں، یہ دوسری بات ہے کہ ان میں سے جو چیزیں انسان کے لئے مفید ونفع بخش تھیں، ان کے استعمال کو حلال وجائز قرار دیا گیا، اور جو انسانوں کے لئے نقصان دہ یا ضرر رساں تھیں ان کو حرام اور ناجائز قرار دیا گیا۔

اس تفصیل کے بعد موصوف کا یہ ارشاد کیونکر درست ہوسکتا ہے؟ کہ: ''میں اس بات پر کبھی یقین نہیں کرسکتا کہ اللہ دنیا میں اپنی ہی عطا کردہ خوبصورت ترین چیزوں سے نفرت کرے گا، یعنی ''موسیقی اور مصوری'' کیا دنیا میں جتنا حرام وناپاک چیزیں ہیں، ان کو اللہ کے علاوہ کسی اور نے پیدا یا عطا کیا ہے؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا یہ مشرکین مکہ کا عقیدہ نہیں تھا کہ وہ خالق خیر اور خالق شر کو دو الگ خدا مانتے تھے؟ اب بتلایا جائے کہ موصوف کا یہ ارشاد اسلام سے میل کھاتا ہے؟ نہیں، ہرگز نہیں۔

چلو اگر موصوف کے اس فلسفہ کو مان لیا جائے کہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ تمام چیزیں حلال وپاک ہیں اور اللہ تعالیٰ ان سے نفرت نہیں کرتا تو کیا ہم ان سے یہ پوچھ سکتے ہیں کہ جتنا حرام چیزیں ہیں وہ اللہ کی عطا کردہ نہیں ہیں؟ حالانکہ ایسا نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک مسلمان کے لئے بہت ساری چیزوں کے علاوہ بہت سے ایسے رشتے بھی بنائے ہیں جن سے نکاح شادی حرام ہے، مثلاً ماں، بیٹی، بہن، خالہ، بھتیجی، بھانجی وغیرہ، کیا یہ رشتے اللہ کے عطا کردہ اور خوبصورت نہیں ہیں؟ اگر کسی کی بیٹی اور بہن خوبصورت ہو تو کیا وہ خدانخواستہ اس سے شادی رچا سکتا ہے؟ اسی طرح کیا خنزیر، کتا، بھیڑیا اور سانپ وغیرہ اللہ کے پیدا کردہ جانور نہیں ہیں؟ اگر ہیں تو کیا جناب فلم ساز صاحب ان کے بارہ میں فرمادیں گے کہ یہ سب حلال ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی ہی عطا کردہ چیزوں سے نفرت نہیں کرتا۔ کیا سمجھا جائے کہ موصوف ان کے حلال ہونے کے قائل ہیں؟ کیا وہ سور خور ہیں؟ کیا وہ اپنی بہن، بیٹی اور ماں سے جنسی تقاضے پورے کرنے کے قائل ہیں؟ اگر نہیں، اور یقیناً نہیں، تو موسیقی اور مصوری کے بارہ میں اس ہرزہ سرائی کا کیا معنیٰ؟

پھر یہ بات بھی محل نظر ہے کہ ''اللہ تعالیٰ نے موسیقی عطا فرمائی ہے'' اس لئے کہ موسیقی اللہ کی عطا نہیں، بلکہ

انسان کا اپنا فعل ہے، لہٰذا جیسے یہ کہنا جائز نہیں کہ زنا اور قتل و غارت گری اللہ کی عطا کردہ ہے، اسی طرح موسیقی اور مصوری کو بھی اللہ کی عطا کہنا جہالت و بے عقلی کی علامت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت اور عقل سلیم نصیب فرمائے۔ آمین۔

الغرض سمجھ نہیں آتا کہ یہ دنیا کے پجاری اس ایمان شکن اور گمراہ کن فلم پر اللہ کو کیا جواب دیں گے؟ کیا ان کو مرنا نہیں؟ کیا ان کو موت، آخرت اور قیامت پر ایمان نہیں؟ اگر ہے اور یقیناً ہے، جیسا کہ فلم سازوں کے ناموں سے معلوم ہوتا ہے کہ خیر سے وہ بھی مسلمان ہیں، تو بتلایا جائے کہ وہ اس بغاوتِ اسلام پر اللہ کے سامنے کیا جواز پیش کریں گے؟

بھلا جہاں ہر شخص کو اپنی نجات کے لالے پڑے ہوں گے، وہاں یہ لوگ اس ایمان شکن و اخلاق سوز فلم کے ذریعے گمراہ اور بے راہ ہونے والے کروڑوں انسانوں کے ایمان و عمل کو غارت کرنے کا وبال کیونکر برداشت کرسکیں گے؟

اس لیے اس فلم کو خریدنا، بیچنا، اس کی تشہیر کرنا دیکھنا اور دکھانا سب ناجائز، حرام اور گناہ کبیرہ ہے، بلکہ اندیشہ ہے کہ اس گستاخی پر ایمان نہ سلب ہوجائے، اسی طرح جن لوگوں نے یہ فلم بنائی ہے ان کو چاہیے وہ اس ایمان شکن فعل سے توبہ کریں اور بغاوت خداوندی کے اس نشان کو ختم کریں، ورنہ خطرہ ہے کہ کہیں یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے غیظ و غضب کا نشانہ نہ بن جائیں۔

لہٰذا ہم فلم کے بنانے، بنوانے، اس کی تشہیر کرنے، سینما ہالوں پر چلانے، دیکھنے اور خرید و فروخت کرنے والوں سے نہایت دل سوزی سے عرض کرنا چاہیں گے کہ اپنی دنیا و آخرت خراب نہ کریں، اور اس گھاٹے کے سودے سے فوراً رجوع کرلیں، ورنہ بہرحال اللہ کی پکڑ بڑی سخت ہے۔

واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

زیر سرپرستی: حضرت مولانا سید نفیس الحسینی

نفیس قرآن کمپنی

الحمدللہ نفیس قرآن کمپنی نے قرآن پاک پندرہ سطری حافظی اور سولہ سطری حافظی کی اشاعت و طباعت میں بھی اعلیٰ معیار برقرار رکھا ہے۔ اب حفاظ کی آسانی کے لیے سولہ سطری بہ سائز میں متعارف کرایا گیا ہے اور ہدیہ مارکیٹ سے بہت حد تک کم ہے۔ اس کے علاوہ نورانی قاعدہ اور سورۃ یٰسین بھی اعلیٰ معیار کے ساتھ شائع ہوچکی ہیں۔

اہل مخیر حضرات سے گزارش ہے کہ قرآن پاک ہدیۃً یا تحفۃً دینے کے لیے یا مرحومین کے ایصال ثواب کے لیے تقسیم کرنے کیلئے ہم سے رابطہ کریں ہم انشاء اللہ آپ کو نہایت مناسب ہدیہ پر قرآن پاک مہیا کریں گے۔

پتہ: 16/6- ٹیمپل روڈ لاہور فون 092-042-7322408 فیکس: 092-042-7211707
0300-4293479 0321-9464017

# حضرت بلالؓ!

جناب ڈاکٹر محمد اعزاز الحسن شاہ

حضرت بلالؓ رباح کے بیٹے جو کہ بنی جمع کے غلام تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے امیہ بن خلف سے انہیں خرید کر آزاد کیا تھا۔ ان کی والدہ کا نام حمامہ تھا۔ مکحول نے ان کا حلیہ اس طرح بیان کیا ہے۔ بلالؓ دبلے پتلے، دراز قامت، سخت سیاہ رنگت، قدرے آگے کو جھکے ہوئے، زیادہ گھنے بال، پتلا چہرہ، ہلکے بازو، بالوں میں سفیدی کے آثار، بالوں کو نہ رنگنے کی عادت۔

حضرت بلالؓ کا شمار سابقون اولون میں ہے۔ اس بارے میں جناب رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ حضرت بلالؓ پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والے تھے۔ اور مجاہدؒ کا بیان ہے کہ وہ جن سے پہلے پہل اسلام کا اظہار ہوا وہ سات ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی ذات، پھر ابوبکرؓ، بلالؓ خبابؓ، صہیبؓ، عمارؓ اور عمار کی والدہ سمیہؓ۔

ابن اسحٰق کے بقول حضرت بلالؓ اسلام کے سچے شیدائی اور پاکیزہ دل تھے۔ امیہ بن خلف انہیں ٹھیک تپتی دوپہر میں باہر نکال لاتا اور گرم زمین پر لٹا دیتا اور پھر سینہ پر بھاری پتھر رکھ دیتا اور انہیں کہتا تو محمد ﷺ کا دین چھوڑ کر لات وعزیٰ کی عبادت میں لگ جا۔ ورنہ اسی حالت میں مر جائے گا۔ لیکن حضرت بلالؓ اس مصیبت اور تکلیف کے عالم میں بھی ''احد احد'' کی آواز بلند کرتے۔ ورقہ بن نوفل کا جب اس حالت میں ادھر سے گزر ہوتا تو کہتے: ''اے بلالؓ! بخدا اللہ ایک ہے اور اللہ ایک ہی ہے۔'' پھر ورقہؓ امیہ سے مخاطب ہوکر کہتے کہ: ''بخدا! اگر یہ اس حالت میں مر گئے تو میں اس کی قبر سے قربت حاصل کروں گا جس پر اللہ کی رحمت برسے گی۔''

پھر ایک دن وہاں سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کا گزر ہوا اور آپ نے حضرت بلالؓ کا یہ حال دیکھا اس لئے کہ آپ کا گھر بھی بنو جمع کے پاس تھا تو آپ نے امیہ بن خلف سے کہا کہ اس مسکین پر جو اتنا ظلم کر رہے ہو کیا اللہ سے نہیں ڈرتے؟۔ یہ ظلم کب تک کرو گے؟۔ اس نے کہا آپ ہی نے تو اسے بگاڑا ہے۔ اگر آپ کو اس پر ترس آ رہا ہے تو اسے آزاد کرا لو۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ میرے پاس اس سے زیادہ مضبوط اور سڈول سیاہ فام غلام ہے اور وہ آپ کا ہم عقیدہ بھی ہے۔ وہ آپ لے لیں اور یہ مجھے اس کے تبادلہ میں دے دیں۔ اس نے اس بات کو منظور کرلیا اور اس طرح حضرت صدیق اکبرؓ نے انہیں خرید کر آزاد کر دیا۔

حضرت بلالؓ حضور ﷺ کے پہلے مؤذن تھے۔ آذان دے کر حضور ﷺ کے دردولت پر حاضر ہوکر اذان کی خبر اس طرح کرتے: ''حی علی الصلوٰۃ، حی علی الفلاح، الصلوٰۃ یارسول اللہ'' حضور ﷺ کو دردولت سے باہر تشریف لاتے دیکھ کر حضرت بلالؓ اقامت شروع کر دیتے۔ حضرت بلالؓ کو بقیہ مؤذنین پر سبقت تھی۔ آنحضرت ﷺ کے تین مؤذن تھے جن کے نام یہ ہیں۔ حضرت بلالؓ، حضرت ابومحذورہؓ اور حضرت عمرو بن ام مکتومؓ۔ حضرت بلالؓ کی عدم موجودگی میں حضرت ابومحذورہؓ اذان دیتے اور حضرت ابومحذورہؓ کی عدم موجودگی میں عمرو بن ام مکتومؓ۔

آنحضرت ﷺ کو حضرت بلالؓ سے بے پناہ محبت تھی۔ چنانچہ جب ایک دفعہ ابوالبکیر کے چند لوگ آپ ﷺ کی خدمت میں آئے اور آکر کہنے لگے کہ ہماری بہن کا رشتہ فلاں کو دے دیں۔ تو آپ ﷺ نے حضرت بلالؓ کی تعریف وتوصیف میں فرمایا کہ: ''تم بلالؓ کے مقابلہ میں کہاں ہو؟۔'' پھر انہوں نے دوسری دفعہ آکر کہا۔ پھر بھی آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ''تم بلالؓ کے برابر کے کہاں ہو؟۔ تم بلالؓ کی برابری کیونکر کر سکتے ہو؟۔ جو کہ جنتی ہے۔ ان سے نکاح کرلو۔''

حضرت بلالؓ انتہائی متواضع اور منکسر المزاج تھے۔ جب لوگ ان کی تعریف کرتے تو آپ فرماتے کہ: ''میں تو ایک حبشی ہوں۔ جو کل تک غلام تھا۔'' حضرت بلالؓ نے ہجرت کی اور مدینہ میں حضرت سعد بن خیثمہؓ کے پاس ابتداءً جاکر فروکش ہوئے اور بعد میں آنحضرت ﷺ نے عبیدہؓ بن حارث بن عبدالمطلب سے آپ کا بھائی چارہ قائم کرادیا۔

حضرت بلالؓ تمام جنگوں میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ شریک رہے۔ پس جب اللہ تعالیٰ کی مدد سے رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کیا تو آپ ﷺ نے حضرت بلالؓ کو کعبے پر کھڑے ہوکر اذان دینے کا حکم دیا۔ حضرت بلالؓ نے کعبے کی چھت پر اذان دی۔ حارث بن ہشام اور صفوان بن امیہ یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ ایک نے دوسرے کو کہا اس حبشی کو دیکھیں۔ دوسرے نے کہا اللہ تعالیٰ نے اس کے بغیر کسی اور کو یہ عزت نہیں دی۔ ان کے ساتھ ہی عتاب بن اسید اور ابوسفیان بھی بیٹھے تھے۔ عتاب کہنے لگے اللہ تعالیٰ نے اسید کو عزت دے کر بچالیا۔ اگر وہ اس کو سن پاتا تو غصے ہوتا۔ حارث کہنے لگے بخدا! اگر مجھے اس کی حقانیت کا علم ہو جائے تو میں اس کی پیروی میں ہو جاؤں۔ ابوسفیان نے کہا میں کچھ نہیں کہتا۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اگر میں کچھ کہوں تو یہ سنگریزے اس کی اطلاع کردیں۔

اتنے میں رسول اللہ ﷺ کا وہاں سے گزر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے تمہارے کہنے کا علم ہو چکا ہے۔ پھر انہوں نے جو کچھ کہا تھا بیان فرمادیا۔ حارثؓ اور عتابؓ فوراً مسلمان ہو گئے۔ اس لئے کہ اس کا علم ہمارے سوا کسی اور کو نہیں۔ اگر کسی اور کو ہوتا تو ہم کہتے کہ اس فلاں نے آپ ﷺ کو یہ بات بتائی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس کا علم دیا ہے۔ لہٰذا وہ دونوں فوری طور پر مسلمان ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ کی زبانی حضرت بلالؓ جنت کی بشارت پانے والوں میں سے ہیں۔ وہ یوں کہ ایک صبح رسول اللہ ﷺ نے جناب حضرت بلالؓ کو بلا کر دریافت کیا کہ: ''گزشتہ شب میں جنت میں گیا۔ وہاں آپ کے قدموں کی آواز مجھے اپنے آگے سنائی دی۔ آپ مجھ سے جنت میں کیسے آگے چلے گئے۔''

حضرت بلالؓ کہنے لگے کہ: ''جناب میں اذان کے بعد ہمیشہ دو رکعت نفل نماز پڑھتا ہوں اور کبھی بے وضو نہیں رہا۔'' اللہ کے رسول ﷺ نے سن کر فرمایا کہ: ''بس یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا درجہ جنت میں بلند فرمایا۔''

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت، تدفین سے پہلے حضرت بلالؓ نے اذان دی۔ اس کلمے پر پہنچے ''اشہد

ان محمد رسول اللہ'' تو رو پڑے اور لوگ مسجد میں رونے لگے۔ تدفین کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے آپ کو اذان کے لئے کہا تو حضرت بلالؓ نے کہا کہ:

''اگر تو آپ نے مجھے اپنے لئے آزاد کیا پھر تو ٹھیک ہے اور اگر آپ نے مجھے اللہ کے لئے آزاد کیا تو آپ مجھے کچھ نہ کہیں۔ اسی کے لئے رہنے دیں۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد میں کسی کے سامنے اذان نہیں دوں گا۔'' تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ: ''جیسے آپ راضی ہوں۔''

پھر بعد ازاں جب شام کی طرف ایک لشکر روانہ ہوا تو اس کے ہمراہ ملک شام چلے گئے اور باقی زندگی شام میں بسر کی۔ ۲۰ ہجری میں تقریباً ۶۰ برس کی عمر میں وفات پائی اور دمشق کے قبرستان میں ''باب صغیر'' کے قریب مدفون ہوئے۔

اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔ آپ نے ساری زندگی اللہ کے لئے بسر کی۔ اس کے راستے میں تکلیفیں اٹھائیں۔ وطن اور گھر قربان کیا اور رسول اللہ ﷺ کی زبان سے جنت کی بشارت پائی۔

---

## چوک اعظم کے مرزائی اے ایس آئی کے خلاف سیشن کورٹ لیہ میں رٹ

تھانہ چوک اعظم ضلع لیہ میں رانا عزیز احمد نامی شخص عرصہ سے مرزائی ہوا اور بعد ازاں اس نے اپنے گھر واقع وارڈ نمبر دو نزد بلال پارک میں ایک مکان بنوایا جسے وہ قادیانی عبادت گاہ کے طور پر استعمال کرتے اور ہر جمعہ کو وہاں اس کے مربی آنے لگے۔ رانا عزیز سادہ لوح اور غریب لوگوں کو ہر جمعہ شکار کرتا ہے اور دعوت کے نام پر اپنے گھر بلا کر جیب خرچ کے علاوہ کھانا کھلا کر قادیانی لٹریچر اور ڈش وغیرہ کے ذریعہ مرزائی نظریات سے آگاہ کرتا ہے اور انہیں مرتد کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس کی یہ تبلیغ جب حد سے بڑھی تو وارڈ نمبر دو کے اصغر علی رندھاوا نے ایک درخواست سیشن کورٹ لیہ میں گزاری جس میں مذکورہ بالا موقف اختیار کیا گیا۔

عدالت نے ایک انکوائری ہولڈ کی اور ڈی آئی جی کو اس کی مکمل انوسٹی گیشن کرنے کی ہدایت کی۔ مقامی لوگوں نے اس سلسلہ میں اپنے بیانات قلم بند کروادیئے۔ مقامی تھانہ میں ایس ایچ او ملک شوکت حیات نے بھی مذکورہ اے ایس آئی کی ملوث تبلیغ ہونے کی رپورٹ کردی ہے۔ جس پر عدالت نے مرزائی کو شوکاز نوٹس جاری کردیا ہے۔ ڈی آئی جی ڈیرہ غازی خان نے مذکورہ اے ایس آئی کے خلاف انکوائری مقرر کردی ہے۔ اس صورت حال سے خائف ہوکر ملزم مرزائی نے مدعی کو ڈرانا دھمکانا شروع کردیا اور درخواست واپس لینے کے لئے دباؤ ڈالا جارہا ہے۔ کبھی کہتا ہے کہ مجھ پر اگر مقدمہ بنا اور ملازمت سے فارغ ہوا تو ویزہ لگوا کر باہر چلا جاؤں گا۔ واضح ہو کہ اس سے پہلے بھی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکنان مذکورہ ملزم کے خلاف رپورٹ کرتے اور اس کے قادیانی مبلغ ہونے کی اطلاعات کرتی رہی ہے۔

# فضائل بیت اللہ مع تاریخ تعمیر!

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیعؒ

ساری دنیا کے مکانات یہاں تک کہ تمام مساجد کے مقابلہ میں بیت اللہ یعنی کعبہ کا شرف اور افضلیت کا بیان ہے اور یہ شرف وفضیلت کئی وجہ سے ہے۔ اول اس لئے کہ وہ دنیا کی تمام سچی عبادت گاہوں میں سب سے پہلی عبادت گاہ ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ برکت والا ہے۔ تیسرے یہ کہ وہ پورے جہان کے لئے ہدایت ورہنمائی کا ذریعہ ہے۔

سب سے پہلا گھر جو منجانب اللہ لوگوں کے لئے مقرر کیا گیا ہے وہ ہے جو مکہ میں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں سب سے پہلا عبادت خانہ کعبہ ہے۔ اس کی یہ صورت بھی ہو سکتی ہے کہ دنیا کے سب گھروں میں پہلا گھر عبادت ہی کے لئے بنایا گیا ہو۔ اس سے پہلے نہ کوئی عبادت خانہ ہو، نہ دولت خانہ۔ حضرت آدم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں۔ ان کی شان سے کچھ بعید نہیں کہ انہوں نے زمین پر آنے کے بعد اپنا گھر بنانے سے پہلے اللہ کا گھر یعنی عبادت کی جگہ بنائی ہو۔ اسی لئے حضرت عبداللہ بن عمرؓ، مجاہد، قتادہؒ، سدیؒ، وغیرہ صحابہ وتابعین اسی کے قائل ہیں کہ کعبہ دنیا کا سب سے پہلا گھر ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ لوگوں کے رہنے سہنے کے مکانات پہلے بھی بن چکے ہوں۔ مگر عبادت کے لئے یہ پہلا گھر بنا ہو۔ حضرت علیؓ سے یہی منقول ہے:

بیہقیؒ نے اپنی کتاب دلائل النبوۃ میں بروایت حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت آدم وحوا علیہما السلام کے دنیا میں آنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے جبرائیل امین کے ذریعہ ان کو یہ حکم بھیجا کہ وہ بیت اللہ (کعبہ) بنائیں۔ ان حضرات نے حکم کی تعمیل کر لی تو ان کو حکم دیا گیا کہ اس کا طواف کریں اور ان سے کہا گیا کہ آپ اول الناس یعنی سب سے پہلے انسان ہیں۔ اور یہ اول بیت وضع للناس ہے۔ یعنی سب سے پہلا گھر جو لوگوں کے لئے مقرر کیا گیا۔ (ابن کثیر)

بعض روایات میں ہے کہ آدم علیہ السلام کی یہ تعمیر کعبہ نوح علیہ السلام کے زمانے تک باقی تھی۔ طوفان نوح علیہ السلام میں منہدم ہوئی اور اس کے نشانات مٹ گئے۔ اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہی بنیادوں پر دوبارہ تعمیر کیا۔ پھر ایک مرتبہ کسی حادثہ میں اس کی تعمیر منہدم ہوئی تو قبیلہ جرہم کی ایک جماعت نے اس کی تعمیر کی۔ پھر ایک مرتبہ منہدم ہوئی تو عمالقہ نے تعمیر کی اور پھر منہدم ہوئی تو قریش نے رسول اللہ ﷺ کے ابتدائی زمانہ میں تعمیر کی جس میں آنحضرت ﷺ بھی شریک ہوئے اور حجر اسود کو اپنے دست مبارک سے قائم فرمایا۔ لیکن قریش نے اس تعمیر میں بناء ابراہیمی سے کسی قدر مختلف تعمیر کی تھی کہ ایک حصہ بیت اللہ کا بیت اللہ سے الگ کر دیا جس کو حطیم کہا جاتا ہے اور خلیل اللہ علیہ السلام کی بناء میں کعبہ کے دو دروازے تھے۔ ایک داخل ہونے کے لئے دوسرا پشت کی جانب باہر نکلنے کے لئے۔ قریش نے صرف مشرقی دروازہ کو باقی رکھا۔ تیسرا تغیر یہ کیا کہ دروازہ بیت اللہ کا سطح زمین سے کافی بلند کر دیا۔ تاکہ ہر شخص آسانی سے اندر نہ جاسکے۔ بلکہ جس کو وہ اجازت دیں وہی جاسکے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ موجودہ تعمیر کو منہدم کر کے اس کو بالکل بناء ابراہیمی کے مطابق

بنادوں۔ قریش نے جو تصرفات بناء ابراہیمی کے خلاف کئے ہیں ان کی اصلاح کردوں۔ لیکن نومسلم ناواقف مسلمانوں میں غلط فہمی پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔ اسی لئے سر دست اس کو اسی حال پر چھوڑتا ہوں۔ اس ارشاد کے بعد اس دنیا میں آپ ﷺ کی حیات زیادہ نہیں رہی۔

لیکن حضرت عائشہ صدیقہؓ کے بھانجے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد سنے ہوئے تھے۔ خلفائے راشدینؓ کے بعد جس وقت مکہ مکرمہ پر ان کی حکومت ہوئی تو انہوں نے بیت اللہ کو منہدم کر کے ارشاد نبویؐ اور بناء ابراہیمی کے مطابق بنادیا۔ مگر عبداللہ بن زبیرؓ کی حکومت مکہ معظمہ پر چند روزہ تھی۔ ظالم الامۃ حجاج بن یوسف نے مکہ پر فوج کشی کر کے ان کو شہید کیا اور حکومت پر قبضہ کر کے اس کو گوارا نہ کیا کہ عبداللہ بن زبیرؓ کا یہ کارنامہ رہتی دنیا تک ان کی مدح وثنا کا ذریعہ بنا رہے۔ اس لئے لوگوں میں یہ مشہور کیا کہ عبداللہ بن زبیرؓ کا یہ فعل غلط تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو جس حالت پر چھوڑا تھا ہمیں اسی حالت پر اس کو رکھنا چاہئے۔ اس بہانے سے بیت اللہ کو پھر منہدم کر کے اسی طرح کی تعمیر بنادی جو زمانہ جاہلیت میں قریش نے بنائی تھی۔ حجاج بن یوسف کے بعد آنے والے بعض مسلم بادشاہوں نے پھر حدیث مذکور کی بناء پر یہ ارادہ کیا کہ بیت اللہ کو از سر نو حدیث رسول کریم ﷺ کے موافق بنادیں۔ لیکن اس زمانہ کے امام حضرت امام مالک بن انسؒ نے یہ فتویٰ دیا کہ اب بار بار بیت اللہ کو منہدم کرنا اور بنانا آگے آنے والے بادشاہوں کے لئے بیت اللہ کو ایک کھلونا بنادے گا۔ ہر آنے والا بادشاہ اپنی نام آوری کے لئے یہی کام کرے گا۔ اس لئے اب جس حالت میں بھی ہے اس حالت میں چھوڑ دینا مناسب ہے۔ تمام امت نے اس کو قبول کیا۔ اسی وجہ سے آج تک وہی حجاج بن یوسف ہی کی تعمیر باقی ہے۔ البتہ شکست وریخت اور مرمت کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہا۔

بیت اللہ کا بابرکت ہونا ظاہری طور پر بھی ہے، معنوی طور پر بھی۔ اس کے ظاہری برکات میں یہ مشاہدہ ہے کہ مکہ اور اس کے آس پاس ایک خشک ریگستان اور بنجر زمین ہونے کے باوجود اس میں ہمیشہ ہر موسم میں ہر طرح کے پھل اور ترکاریاں اور تمام ضروریات مہیا رہتی ہیں کہ صرف اہل مکہ کے لئے نہیں۔ بلکہ اطراف عالم سے آنے والوں کے لئے بھی کافی ہو جاتی ہیں اور آنے والوں کا حال دنیا کو معلوم ہے کہ خالص موسم حج میں تو لاکھوں انسان اطراف عالم سے جمع ہوتے ہیں جن کی مردم شماری اہل مکہ سے چوگنی پانچ گنی ہوتی ہے۔ یہ ہجوم عظیم وہاں صرف دوچار روز نہیں۔ بلکہ مہینوں رہتا ہے۔ موسم حج کے علاوہ بھی کوئی وقت ایسا نہیں آتا جس میں باہر سے ہزاروں انسانوں کی آمد ورفت نہ رہتی ہو۔ پھر خالص موسم حج میں جبکہ وہاں لاکھوں انسانوں کا زائد مجمع ہوتا ہے کبھی نہیں سنا گیا کہ بازار میں کسی وقت بھی ضروریات ختم ہوگئیں۔ ملتی نہیں۔ یہاں تک کہ قربانی کے بکرے جو وہاں پہنچ کر ایک ایک انسان سوسو بھی کرتا ہے اور اوسط فی کس ایک کا تو یقینی ہے۔ یہ لاکھوں بکرے وہاں ہمیشہ ملتے ہیں۔ یہ بھی نہیں کہ دوسرے ملک سے منگانے کا اہتمام کیا جاتا ہو۔

یہ تو ظاہری برکات کا حال ہے جو مقصود کی حیثیت نہیں رکھتیں اور معنوی وباطنی برکات تو اتنی ہیں کہ اس کا شمار نہیں ہوسکتا۔ بعض اہم اہم عبادات تو بیت اللہ کے ساتھ مخصوص ہیں۔ ان میں جو اجر عظیم اور برکات روحانی ہیں

ان سب کا مدار بیت اللہ پر ہے۔ مثلاً حج وعمرہ اور بعض دوسری عبادات کا بھی مسجد حرام میں ثواب بدرجہا بڑھ جاتا ہے۔ رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ کوئی انسان گھر میں نماز پڑھے اس کو ایک نماز کا ثواب ملے گا اور اگر اپنے محلہ کی مسجد میں ادا کرے اس کو پچیس نمازوں کا ثواب حاصل ہوگا اور جو جامع مسجد میں ادا کرے تو پانچ سو نمازوں کا ثواب پائے گا اور اگر مسجد اقصیٰ میں نماز ادا کرے تو ایک ہزار نمازوں کا اور میری مسجد میں پچاس ہزار نمازوں کا ثواب ملتا ہے اور مسجد حرام میں ایک لاکھ نمازوں کا (یہ روایت ابن ماجہ وطحاوی وغیرہ نے نقل کی ہے) حج کے فضائل میں یہ حدیث عام مسلمان جانتے ہیں کہ حج کو صحیح طور پر ادا کرنے والا مسلمان پچھلے گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے آج ماں کے پیٹ سے پاک وصاف پیدا ہوا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ سب بیت اللہ کی معنوی اور روحانی برکات ہیں۔ اس میں اللہ کی قدرت کی بہت سی نشانیاں ہیں۔ منجملہ ان کے مقام ابراہیم ہے۔ دوسرے یہ کہ جو شخص اس میں داخل ہو جائے وہ امن والا اور محفوظ ہو جاتا ہے۔ کوئی اس کو قتل نہیں کرسکتا۔ تیسرے یہ کہ ساری دنیا کے مسلمانوں پر اس بیت اللہ کا حج فرض ہے۔ بشرطیکہ وہاں تک پہنچنے کی استطاعت اور قدرت رکھتا ہو۔

## مقام ابراہیم

ان نشانیوں میں سے ایک بڑی نشانی مقام ابراہیم ہے۔ اسی لئے قرآن کریم نے اس کو مستقل طور پر علیحدہ بیان فرمایا ہے۔ مقام ابراہیم وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت اللہ کی تعمیر فرماتے تھے اور بعض روایات میں ہے کہ پتھر تعمیر کی بلندی کے ساتھ ساتھ خود بخود بلند ہو جاتا تھا اور نیچے اترنے کے وقت نیچا ہو جاتا تھا۔ اس پتھر کے اوپر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدم مبارک کا گہرا نشان آج تک موجود ہے۔ ظاہر ہے کہ ایک بے حس وبے شعور پتھر میں یہ ادراک کہ ضرورت کے موافق بلند یا پست ہو جائے اور یہ تاثر کہ موم کی طرح نرم ہو کر قدمین کا مکمل نقش اپنے اندر لے لے۔ یہ سب آیات قدرت ہیں جو بیت اللہ کی اعلیٰ فضیلت ہی سے متعلق ہیں۔ یہ پتھر بیت اللہ کے نیچے دروازے کے قریب تھا۔ جب قرآن کا یہ حکم نازل ہوا کہ مقام ابراہیم پر نماز پڑھو: ’’واتخذوا من مقام ابراهيم مصلےٰ ‘‘ اسوقت طواف کرنے والوں کی مصلحت سے اس کو اٹھا کر بیت اللہ کے سامنے ذرا فاصلہ پر مطاف سے باہر بیر زمزم کے قریب رکھ دیا گیا اور آج کل اس کو اسی جگہ ایک محفوظ مکان میں مقفل کیا ہوا ہے۔ طواف کے بعد کی دو رکعتیں اسی مکان کے پیچھے پڑھی جاتی ہیں۔ حال میں یہ ترمیم ہوئی کہ وہ مکان تو ہٹا دیا گیا اور مقام ابراہیم کو ایک بلوری خول کے اندر محفوظ کر دیا گیا۔ مقام ابراہیم اصل میں اس خاص پتھر کا نام ہے اور طواف کے بعد کی رکعتیں اس کے اوپر یا اس کے پاس پڑھنا افضل ہے۔ لیکن مقام ابراہیم کے لفظی معنی کے اعتبار سے یہ لفظ تمام مسجد حرام کو حاوی ہے۔ اسی لئے حضرات فقہاء نے فرمایا کہ مسجد حرام کے اندر جس جگہ بھی طواف کی رکعتیں پڑھ لے واجب ادا ہو جائے گا۔

## داخل بیت اللہ کا مامون ہونا

بیت اللہ کی دوسری خصوصیت یہ بتلائی گئی ہے کہ جو اس میں داخل ہو جائے گا وہ امن والا یعنی مامون

محفوظ ہو جاتا ہے۔ اس میں داخل ہونے والے کا مامون ومحفوظ ہونا ایک تو تشریعی اعتبار سے ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوگوں کو یہ حکم ہے کہ جو شخص اس میں داخل ہو جائے اس کو نہ ستاؤ، نہ قتل کرو۔ اگر کوئی شخص کسی کو قتل کر کے یا کوئی اور جرم کر کے وہاں چلا جائے اس کو بھی اس جگہ سزا نہ دی جائے۔ بلکہ اس کو اس پر مجبور کیا جائے کہ وہ حرم سے باہر نکلے۔ حرم سے باہر آنے پر سزا دی جائے گی۔ اس طرح حرم میں داخل ہونے والا شرعی طور پر مامون ومحفوظ ہو گیا۔

دوسرے حرم میں داخل ہونے والے کا مامون ومحفوظ ہونا یوں بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تکوینی طور پر ہر قوم وملت کے دلوں میں بیت اللہ کی تعظیم وتکریم ڈال دی ہے اور وہ سب عموماً ہزاروں اختلافات کے باوجود اس عقیدے پر متفق ہیں کہ اس میں داخل ہونے والا اگرچہ مجرم یا ہمارا دشمن ہی ہو تو حرم کا احترام اس کا مقتضی ہے کہ وہاں اس کو کچھ نہ کہیں۔ حرم کو عام لڑائی جھگڑوں سے محفوظ رکھا جائے۔ زمانہ جاہلیت کے عرب اور ان کے مختلف قبائل خواہ کتنی ہی عملی خرابیوں میں مبتلا تھے۔ مگر بیت اللہ اور حرم محترم کی عظمت پر سب جان دیتے تھے۔ ان کی جنگ جوئی اور تندخوئی ساری دنیا میں مشہور ہے۔ لیکن حرم کے احترام کا یہ حال تھا کہ باپ کا قاتل بیٹے کے سامنے آتا تو مقتول کا بیٹا جو اس کے خون کا پیاسا ہوتا تھا اپنی آنکھیں نیچی کر کے گزر جاتا تھا۔ اس کو کچھ نہ کہتا تھا۔

فتح مکہ میں صرف رسول اللہ ﷺ کے لئے دین کی اہم مصلحت اور بیت اللہ کی تطہیر کی خاطر صرف چند گھنٹوں کے لئے حرم میں قتال کی اجازت اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی تھی اور فتح کے بعد آپ ﷺ نے بڑی تاکید کے ساتھ اس کا اعلان واظہار فرمایا کہ یہ اجازت صرف رسول اللہ ﷺ کے لئے تطہیر بیت اللہ کی غرض سے تھی اور وہ بھی چند گھنٹوں کے لئے تھی۔ اس کے بعد ہمیشہ کے لئے پھر اس کی وہی حرمت ثابت ہے جو پہلے سے تھی اور فرمایا کہ حرم کے اندر قتل وقتال نہ مجھ سے پہلے تھا نہ میرے بعد کسی کے لئے حلال ہے اور میرے لئے بھی صرف چند گھنٹوں کے لئے حلال ہوا تھا پھر حرام کر دیا گیا۔

رہا یہ معاملہ کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد حجاج بن یوسف نے حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ کے خلاف مکہ میں فوج کشی کی اور قتل وغارت کیا۔ یہ اس امن عام کے تشریعی طور پر اس لئے خلاف نہیں کہ باجماع امت اس کا یہ فعل حرام اور سخت گناہ تھا۔ تمام امت نے اس پر نفرین کی اور تکوینی طور پر بھی اس کو احترام بیت اللہ کے منافی اس لئے نہیں کہہ سکتے کہ حجاج خود بھی اپنے اس عمل کے حلال ہونے کا معتقد نہ تھا۔ وہ بھی جانتا تھا کہ میں ایک سنگین جرم کر رہا ہوں۔ لیکن سیاست وحکومت کی مصالح نے اس کو اندھا کیا ہوا تھا۔

## حج بیت اللہ کا فرض ہونا

آیت میں بیت اللہ کی تیسری خصوصیت یہ بیان فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق پر بیت اللہ کا حج کرنا لازم وواجب قرار دیا ہے۔ بشرطیکہ وہ بیت اللہ تک پہنچنے کی قدرت واستطاعت رکھتے ہوں۔ اس مقدرت واستطاعت کی تفصیل یہ ہے کہ اس کے پاس ضروریات اصلیہ سے فاضل اتنا مال ہو جس سے وہ بیت اللہ تک آنے جانے اور وہاں کے قیام کا خرچ برداشت کر سکے اور اپنی واپسی تک ان اہل وعیال کا بھی انتظام کر سکے جن کا نفقہ ان

کے ذمہ واجب ہے۔ نیز ہاتھ پاؤں اور آنکھوں سے معذور نہ ہو۔ کیونکہ ایسے معذور کو تو اپنے وطن میں چلنا پھرنا بھی مشکل ہے۔ وہاں جانے اور ارکان حج ادا کرنے پر کیسے قدرت ہوگی۔ اسی طرح عورت کے لئے چونکہ بغیر محرم کے سفر کرنا شرعاً جائز نہیں۔ اس لئے وہ حج پر قادر اس وقت سمجھی جائے گی جبکہ اس کے ساتھ کوئی محرم حج کرنے والا ہو۔ خواہ محرم اپنے خرچ سے حج کر رہا ہو یا یہ عورت اس کا خرچ بھی برداشت کرے۔ اسی طرح وہاں تک پہنچنے کے لئے راستہ کا مامون ہونا بھی استطاعت کا ایک جز ہے۔ اگر راستہ میں بدامنی ہو، جان مال کا قوی خطرہ ہو تو حج کی استطاعت نہیں سمجھی جائے گی۔

## ٹنڈو آدم کے وفد کی مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری سے ملاقات

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈو آدم کا ایک وفد مرکزی دفتر ملتان پہنچا۔ وفد میں مقامی خازن ماسٹر عبدالحکیم چانگ، سینئر کارکنان ماسٹر شاہنواز ابڑو، محمد ہاشم بروہی اور ترجمان حافظ محمد فرقان انصاری شامل تھے۔ وفد نے ہفتے کی نماز ظہر دفتر میں ادا کی۔ نماز کے بعد حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری سے ملاقات کا شرف حاصل کی۔ وفد نے مقامی جماعت کی کارکردگی سے آگاہ کرتے ہوئے حضرت ناظم اعلیٰ کو بتایا کہ مقامی جماعت بحمدہ تعالیٰ آپ کی دعاؤں اور حضرت علامہ احمد میاں حمادی اور مولانا راشد مدنی کی محنتوں سے تحفظ ختم نبوت کے مشن پر گامزن ہے۔ ہر جمعہ کو ہفتہ وار اجلاس کے علاوہ ہفتے میں ایک پروگرام شہر کی کسی بھی مسجد میں اور دوسرا پروگرام کسی قریبی گاؤں میں رکھا جاتا ہے۔ جبکہ پندرہ دن میں دس سے پندرہ ساتھیوں پر مشتمل ایک جماعت ''گھر گھر ختم نبوت کی آواز'' پروگرام کے تحت ایک دن مکمل کسی گاؤں میں گشت کر کے بعد نماز عشاء وہاں کے مسلمانوں کو جمع کرتی ہے۔ جبکہ مرکزی مبلغ مولانا راشد مدنی خطاب کر کے اس گاؤں میں ختم نبوت کے کام کی بنیاد ڈالتے ہیں۔ یوں بحمداللہ ٹنڈو آدم کے قرب و جوار کے تین گاؤں راجہ مری، قبول شاہ، مانھوں خان، چانڈیو ختم نبوت پر جان نچھاور کرنے والے ناموس رسالت کے پروانے گاؤں ہو چکے ہیں۔ اس کے علاوہ ہر تین مہینے میں ایک سہ ماہی تربیتی پروگرام دفتر میں ہوتا ہے۔ جس میں تمام شہر گاؤں گوٹھوں کے ساتھیوں کی ایک بہت بڑی تعداد شرکت کرتی ہے۔ جن سے مرکزی مبلغین مولانا محمد نذر عثمانی، مولانا محمد علی صدیقی و دیگر خطابات کرتے ہیں اور آئندہ تین ماہ تک کے پروگرام ترتیب دیئے جاتے ہیں۔ حالیہ سہ ماہی پروگرام ہونے والا ہے۔ وفد کی آگاہی پر حضرت ناظم اعلیٰ نے ٹنڈو آدم جماعت کو خوب دعائیں دیں اور حضرت علامہ احمد میاں حمادی سمیت مقامی امیر حاجی محمد اسلم مغل، نائب امیر حاجی راؤ محمد جمیل، ناظم ڈاکٹر محمد خالد ارائیں، ناظم تبلیغ قاری ذنی بخش لاشاری سمیت تمام ساتھیوں کو سلام کہے۔ وفد نے بعد نماز مغرب مولانا مفتی محمد راشد مدنی اور دیگر مبلغین سے ملاقاتیں کیں اور ختم نبوت لائبریری دیکھی۔ مغرب کی نماز وفد نے خیرالمدارس میں ادا کی۔ نماز کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ سمیت دیگر اکابرین کے مزارات پر جبکہ وہاں سے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی مزار پر حاضری دی اور دعائے مغفرت کی۔ رات گئے تک دفتر میں رہنے کے بعد چار بجے وفد اکابرین کی دعاؤں کے ساتھ ٹنڈو آدم کے لئے روانہ ہوا۔ (رپورٹ طاہر مگسی)

# صحابہ کرامؓ سے محبت!

ادارہ!

کسی صاحب عقل وایمان کو اس سے انکار نہیں ہوسکتا کہ آنحضرتﷺ سے محبت وعقیدت جزو ایمان ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ آپﷺ سے محبت ہو تو آپﷺ کے جانثاروں سے بھی تعلق خاطر ہوگا کہ ان کی محبت آپﷺ ہی کی محبت کا ایک شعبہ ہے۔ حضرات صحابہ کرامؓ سے نفرت وبدگمانی اور ان کی بے ادبی وتنقیص آنحضرتﷺ کے لئے موجب ایذا ہے۔ یہ مسئلہ جیسا کہ عقل سے ثابت ہے حدیث نبویؐ سے بھی ثابت ہے۔ چنانچہ ترمذی شریف میں آنحضرتﷺ کا ارشاد ہے:

”اللہ اللہ فی اصحابی، اللہ اللہ فی اصحابی، اللہ اللہ فی اصحابی، لاتتخذوھم غرضا من بعدی، فمن احبھم فبحبی احبھم ومن ابغضھم فببغضی ابغضھم، ومن آذاھم فقد آذانی، ومن آذانی فقد آذی اللہ ومن آذیٰ اللہ فیوشك ان یاخذہ“ ترجمہ:...... ”اللہ سے ڈرو میرے صحابہؓ کے بارے میں۔ اللہ سے ڈرو میرے صحابہؓ کے بارے میں۔ اللہ سے ڈرو میرے صحابہؓ کے بارے میں۔ میرے بعد انہیں نشانہ مت بناؤ۔ پس جس نے ان سے محبت کی تو میری محبت کی وجہ سے اور جس نے ان سے بغض رکھا تو مجھ سے بغض کی بنا پر۔ جس نے ان کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو پکڑے۔“

کسی صحابی کو ایذا پہنچانے کی بدترین صورت یہ ہے کہ اسے بدنیت کہا جائے۔ سوء ظن کا مستحق سمجھا جائے۔ اس پر طعن وملامت کی بوچھاڑ کی جائے۔ بات بات میں ایسے پہلو تلاش کئے جائیں جن سے اس کے دین ودیانت پر حرف آتا ہو۔

حالانکہ صحابہ کرامؓ معیار حق ہیں۔ حضورﷺ سے امت کو دین پہنچانے میں صحابہ کرامؓ ہی واسطہ ہیں۔ کیونکہ صحابہ کرامؓ آپﷺ کے ہر فعل کو دیکھنے والے اور ہر قول کو سننے والے ہیں۔ اگر العیاذ باللہ صحابہ کرامؓ کو تنقید کا نشانہ بنالیا جائے تو دین پر سے اعتماد اٹھ جاتا ہے۔ یہ مسلمہ اصول ہے کہ کسی خبر کو رد کرنے کے لئے اس کے بیان کرنے والے پر جرح کردی جائے تو وہ خود قابل اعتبار نہیں رہتی۔ اس لئے صحابہ کرامؓ پر زبان طعن وتشنیع دراز کرنے کا کسی فرد کو حق حاصل نہیں۔

ارشاد گرامی ہے کہ: ”میرے صحابہؓ کو برا بھلا نہ کہو۔ کیونکہ تمہارا وزن ان کے مقابلہ میں اتنا بھی نہیں جتنا پہاڑ کے مقابلہ میں ایک تنکے کا ہوسکتا ہے۔ چنانچہ تم میں سے ایک شخص احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کردے تو ان کے ایک سیر جو کو نہیں پہنچ سکتا اور نہ اس کے عشر عشیر کو۔“

دوسری جگہ ارشاد فرمایا کہ: ”جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کرامؓ کو برا بھلا کہتے ہیں اور انہیں ہدف تنقید بناتے ہیں تو ان سے کہو کہ تم میں سے (یعنی صحابہ کرامؓ اور ناقدین صحابہؓ میں سے) جو برا ہے اس پر اللہ کی لعنت۔“

ظاہر ہے کہ حضرات صحابہ کرامؓ کو برا بھلا لینے والا ہی بدتر ہوگا۔

اس حدیث میں مقام صحابہ کرامؓ کی نزاکت کا احساس دلایا اور امت کو اس بات کا پابند کیا گیا کہ ان کی عیب جوئی کرنے والوں کو مردود سمجھیں بلکہ برملا اس کا اظہار کریں۔ اس اصول کے علاوہ مندرجہ ذیل اصول بھی اس حدیث سے مستنبط ہوتے ہیں:

۱...... حدیث میں ''سب'' سے بازاری گالیاں مراد نہیں۔ بلکہ ہر ایسا تنقیدی کلمہ مراد ہے جو ان حضرات کے استخفاف میں کہا جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرات صحابہ کرامؓ پر تنقید اور نکتہ چینی جائز نہیں۔ بلکہ وہ قائل کے مطرود ہونے کی دلیل ہے۔

۲...... آنحضرت ﷺ کے قلب اطہر کو اس سے ایذا ہوتی ہے اور آپ ﷺ کے قلب اطہر کو ایذا دینے میں حبط اعمال کا خطرہ ہے۔

۳...... حضرات صحابہ کرامؓ کی مدافعت کرنا اور ناقدین کو جواب دینا مسلمانوں کا فرض ہے۔

۴...... آنحضرت ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ ناقدین صحابہ کو ایک ایک بات کا تفصیلی جواب دیا جائے۔ کیونکہ اس سے جواب اور جواب الجواب کا ایک غیر مختتم (نہ ختم ہونے والا) سلسلہ چل نکلے گا۔ بلکہ یہ تلقین فرمائی کہ انہیں بس اصولی اور فیصلہ کن جواب دیا جائے اور وہ ہے:

''لعنة الله علی شرکم'' ترجمہ:......''خدا کی لعنت ہو تمہارے شر پر۔''

۵...... شرکم اسم تفضیل کا صیغہ ہے جو مشاکلت کے طور پر استعمال ہوا ہے۔ اس میں آنحضرت ﷺ نے ناقدین صحابہ کرامؓ کے لئے ایسا کنایہ استعمال فرمایا ہے کہ اگر وہ اس پر غور کریں تو ہمیشہ کے لئے تنقید صحابہ کرامؓ کے روگ کی جڑ کٹ جاتی ہے۔ خلاصہ اس کا یہ ہے کہ اتنی بات تو بالکل کھلی ہے کہ حضرات صحابہ کرامؓ کیسے ہی ہوں مگر تم سے تو اچھے ہی ہوں گے۔ تم ہوا پر اڑلو۔ آسمان پر پہنچ جاؤ۔ سو بار مر کر جی لو۔ مگر تم سے صحابی تو نہیں بنا جا سکے گا۔ تم آخر وہ آنکھ کہاں سے لاؤ گے جس نے جمال جہاں آرائے محمد (ﷺ) کا دیدار کیا؟۔ وہ کان کہاں سے لاؤ گے جو کلمات نبوت سے مشرف ہوئے؟۔ ہاں! وہ دل کہاں سے لاؤ گے جو انفاس مسیحائی محمدی سے زندہ ہوئے؟۔ وہ دماغ کہاں سے لاؤ گے جو انوار قدس سے منور ہوئے؟۔ تم وہ ہاتھ کہاں سے لاؤ گے جو ایک بار بشرہ محمدی سے مس ہوئے اور ساری عمران کی بوئے عنبریں نہیں گئی؟۔ تم وہ پاؤں کہاں سے لاؤ گے جو معیت محمدی میں آبلہ پا ہوئے۔ تم وہ مکان کہاں سے لاؤ گے جہاں کونین کی سیادت جلوہ آراء تھی؟۔ تم وہ محفل کہاں سے لاؤ گے جہاں سعادت دارین کی شراب طہور کے جام بھر دیئے جاتے اور تشنہ کامان محبت ''ہل من مزید'' کا نعرۂ مستی لگا رہے تھے؟۔ تم وہ منظر کہاں سے لاؤ گے جو ''گویا کہ میں اللہ کو اپنے سامنے دیکھ رہا ہوں'' کا کیف پیدا کرتا ہے؟۔ تم وہ مجلس کہاں سے لاؤ گے جس میں ''گویا کہ ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں'' کا سماں بندھ جاتا تھا؟۔ تم وہ صدر نشین تخت رسالت کہاں سے لاؤ گے جس کی طرف ''یہ روشن چہرے والے تکیہ لگائے بیٹھے ہیں'' سے اشارے کئے جاتے تھے؟۔ تم وہ شمیم عنبریں کہاں سے لاؤ گے جس کے ایک جھونکے سے مدینہ کے گلی کوچے معطر ہو جاتے تھے؟۔ تم وہ محبت کہاں سے

لاؤ گے جو دیدار محبوب میں خواب نیم شبی کو حرام کر دیتی تھی؟۔ تم وہ ایمان کہاں سے لاؤ گے جو ساری دنیا کو بیچ کر حاصل کیا جاتا تھا؟۔ تم وہ اخلاق کہاں سے لاؤ گے جو آئینہ محمدی سامنے رکھ کر سنوارے جاتے تھے؟۔ تم وہ رنگ کہاں سے لاؤ گے جو صبغتہ اللہ کی بھٹی میں دیا جاتا تھا؟۔ تم وہ ادائیں کہاں سے لاؤ گے جو دیکھنے والوں کو نیم بسمل بنا دیتی تھیں؟۔ وہ وہ نماز کہاں سے لاؤ گے جس کے امام نبیوں کے امام تھے؟۔ تم قدسیوں کی وہ جماعت کیسے بن سکو گے جس کے سردار رسولوں کے سردار تھے؟۔

۶...... حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تنقید صحابہ کرامؓ کے ناقد کا نفسیاتی شر، خبث و تکبر ہے۔ آپ جب کسی شخص کے طرز عمل پر تنقید کرتے ہیں تو اس کا منشا یہ ہوتا ہے کہ کسی صفت میں وہ آپ کے نزدیک خود آپ کی اپنی ذات سے فروتر اور گھٹیا ہے۔ اب جب کوئی شخص کسی صحابیؓ کے بارے میں مثلاً یہ کہے گا کہ اس نے عدل وانصاف کے تقاضوں کو کما حقہ ادا نہیں کیا تھا تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ اگر اس صحابیؓ کی جگہ یہ صاحب ہوتے تو عدل وانصاف کے تقاضوں کو زیادہ بہتر ادا کرتے۔ گویا ان میں صحابیؓ سے بڑھ کر صفت عدل موجود ہے۔ یہ ہے تکبر کا وہ شر جو تنقید صحابہ پر ابھارتا ہے اور آنحضرت ﷺ اسی ''شر'' کی اصلاح اس حدیث میں فرمانا چاہتے ہیں۔

۷...... حدیث میں بحث ومجادلہ کا ادب بھی بتایا گیا ہے۔ یعنی خصم کو براہ راست خطاب کرتے ہوئے یہ نہ کہا جائے کہ تم پر لعنت! بلکہ یوں کہا جائے کہ تم دونوں میں جو برا ہو اس پر لعنت۔ ظاہر ہے کہ یہ ایک ایسی منصفانہ بات ہے جس پر سب کو متفق ہونا چاہئے۔ اس میں کسی کے برہم ہونے کی گنجائش نہیں۔ اب رہا یہ قصہ کہ تم دونوں میں ''برا'' کا مصداق کون ہے؟۔ خود ناقد؟ یا وہ تنقید کرتا ہے؟۔ اس کا فیصلہ کوئی مشکل نہیں۔ دونوں کے مجموعی حالات سامنے رکھ کر ہر معمولی عقل کا آدمی یہ نتیجہ آسانی سے نکال سکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کا صحابیؓ برا ہو سکتا ہے یا اس کا خوش فہم ناقد؟۔

۸...... حدیث میں ''فقولوا'' کا خطاب امت سے ہے۔ گویا ناقدین صحابہ کو آنحضرت ﷺ اپنی امت نہیں سمجھتے۔ بلکہ انہیں امت کے مقابل فریق کی حیثیت سے کھڑا کرتے ہیں اور یہ ناقدین کے لئے شدید وعید ہے جیسا کہ بعض معاصی پر: ''فلیس منا'' ترجمہ:...... ''ہم میں سے نہیں۔'' کی وعید سنائی گئی ہے۔

۹...... حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ کو جس طرح ناموس شریعت کا اہتمام تھا اسی طرح ناموس صحابہؓ کی حفاظت کا بھی اہتمام تھا۔ کیونکہ انہی پر سارے دین کا مدار تھا۔

۱۰...... حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ناقدین صحابہؓ کی جماعت بھی ان ''مارقین'' میں سے ہے جن سے جہاد باللسان کا حکم امت کو دیا گیا ہے۔ یہ مضمون کئی احادیث میں صراحتاً بھی آیا ہے۔

چونکہ اس بارے میں آج کل بہت افراط وتفریط ہو رہی ہے۔ اس لئے یہ داعیہ پیدا ہوا کہ اگر اس سلسلہ میں اکابر امت کے کچھ ارشادات نقل کئے جائیں تو کیا بعید ہے کہ ان کی برکت سے ایسے حضرات کو جو بعض کچی پکی تحریروں کی بنا پر حضرات صحابہ کرامؓ سے سوء ظن رکھتے ہیں اصلاح کی توفیق ہو جائے اور وہ ارشاد نبوی: ''ومن آذاهم فقد آذاني'' کے وبال سے بچ سکیں۔

یہ مضمون حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی (قدس سرہ) کے رسالہ ''رد روافض'' سے لیا گیا ہے:

ترجمہ:...... ''امام ابوزرعہ رازیؒ جو اپنے وقت کے جلیل القدر شیخ الاسلام ہیں فرماتے ہیں کہ جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے کسی صحابی کی تنقیص کرتا ہے تو سمجھ لو کہ وہ زندیق (بددین) ہے۔ اس لئے کہ قرآن حق ہے۔ رسول اللہ ﷺ حق ہیں۔ آپ ﷺ جو دین لائے وہ حق ہے اور یہ ساری چیزیں ہمیں صحابہ کرامؓ کے ذریعہ پہنچی ہیں۔ پس جو شخص ان حضرات پر جرح کرتا ہے اس کا مقصد کتاب وسنت کو باطل ٹھہرانا ہے۔ اس لئے اس کی جرح خود اس پر چسپاں ہوگی اور اس پر زندیق، گمراہ، جھوٹا اور معاند ہونے کا حکم کیا جائے اور یہ فیصلہ عین حق وصواب ہے۔

حضرت سہل بن عبدالعزیز تستریؒ جو بہت بڑے عالم اور جلیل القدر ولی اللہ ہیں۔ فرماتے ہیں جو شخص صحابہ کرامؓ کی تعظیم نہیں کرتا سمجھ لو کہ وہ رسول اللہ ﷺ پر ایمان نہیں رکھتا۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ جو دین کے جلیل القدر امام ہیں۔ ان سے کسی نے پوچھا کہ حضرت معاویہؓ افضل ہیں یا حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ۔ فرمایا آنحضرت ﷺ کی معیت میں جو غبار حضرت معاویہؓ کے گھوڑے کی ناک میں پہنچا وہ بھی عمر بن عبدالعزیزؒ سے کئی درجہ بہتر ہے۔ مطلب یہ کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے فضائل وکمالات اپنی جگہ ہیں۔ لیکن دنیا کی کوئی فضیلت آنحضرت ﷺ کی صحبت ودیدار کی فضیلت کی گرد راہ کو بھی نہیں چھوسکتی۔

حضرت مجدد الف ثانی (قدس سرہ) اپنے مکتوبات میں سے ایک خط کے آخر میں لکھتے ہیں کہ:

''چونکہ اس زمانہ میں بہت سے لوگوں نے مسئلہ امامت کی آڑ لے کر صحابہ کرامؓ کی خلافت ومخالفت کو موضوع بحث بنالیا ہے اور ''جاہل مؤرخین'' اور ''سرکش اہل بدعت'' کی تقلید میں اکثر صحابہ کرامؓ کو بدنام کرتے ہیں اور ان کی جناب میں نامناسب امور منسوب کرتے ہیں۔ اس ضرورت کی بناپر فضائل صحابہؓ کا کچھ حصہ لکھ کر دوستوں کو بھیجا۔''

آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ: ''جب فتنے رونما ہوں، بدعات کو فروغ ہو اور میرے صحابہؓ کو برا کہا جائے تو اہل علم کو اپنا علم ظاہر کرنا چاہئے۔ جس نے ایسا نہیں کیا اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت۔ اللہ تعالیٰ نہ اس کے فرض کو قبول کریں گے نہ نفل کو۔''

اس بناپر ضروری ہے کہ اپنا اعتقاد، عقیدہ اہل سنت کے مطابق رکھیں اور ہر کس وناکس کی باتوں پر کان نہ دھریں۔ جھوٹے افسانوں (تاریخ کی کچی پکی باتوں) پر نظریات کی بنیاد رکھنا اپنے (ایمان) کو ضائع کرنا ہے۔ فرقہ ناجیہ (اہل سنت) کی تقلید ضروری ہے۔ تاکہ امید نجات ہو۔ اس کے بغیر نجات محال ہے۔

والسلام علیکم وعلیٰ سائر من اتبع الھدیٰ والتزم متابعۃ المصطفیٰ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام!

(مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی (قدس سرہ) مکتوب نمبر ۲۵۱)

# حیات عیسیٰ علیہ السلام!

قسط نمبر:1

پروفیسر سید شجاعت علی شاہ

مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکاروں کا ہمیشہ سے یہی طریقہ کار رہا ہے کہ وہ مرزا قادیانی کی زندگی کا تذکرہ کرنے کی بجائے حیات مسیح علیہ السلام کی نفی پر زور دیتے ہیں اور بعض قرآنی آیات کی تاویل کے ذریعے سادہ لوح عوام کو راغب کرنے کے بعد پھر مرزا قادیانی کو مسیح موعود بنا کر پیش کر دیتے ہیں۔

یہی طریقہ واردات انہوں نے انٹرنیٹ پر بھی استعمال کیا اور بجائے مرزا قادیانی کو اپنی زندگی کے حوالے سے پیش کرنے کے وفات مسیح علیہ السلام کا خودساختہ عقیدہ من گھڑت دلائل کے زور پر پیش کر کے خالی الذہن مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی مذموم کوشش میں مصروف ہیں۔ اس ضمن میں یہ ضروری جانا کہ پہلے ان کے مزعومہ دلائل کی قلعی کھولی جائے۔ تاکہ یہیں سے ان کا افتراء معلوم ہو جائے اور پھر مرزا قادیانی کی زندگی کے چند گوشے عوام کے سامنے لائیں۔ تاکہ وہ بھی دیکھ لیں کہ جسے مہدی، مسیح اور نبی تک کا درجہ دیا جاتا ہے۔ وہ ایک شریف آدمی بھی تھا کہ نہیں۔

ان کی طرف سے عقیدۂ حیات مسیح کے خلاف پہلی دلیل یہ دی جاتی ہے کہ عیسیٰ فوت شدہ ہیں۔ کیونکہ ان کی عمر کنز العمال کی روایت کے میں ۱۲۰ سال قرار دی ہے۔ یہ کوئی حیرت کی بات نہیں۔ آگے دلائل سے واضح ہو جائے گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی نبوت کا زمانہ گزار کر آسمان پر اٹھا لئے گئے اور قیامت کے قریب وہی عیسیٰ ابن مریم آسمان سے نازل ہوں گے اور چالیس سال تک اس دنیا میں زندہ رہیں گے۔ اس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کل طبعی عمر بعثت کے بعد اور نزول کے بعد مل کر اگر ۱۲۰ سال بن جائے تو کسی کو کیا اعتراض ہے۔ اس میں تو ان کے زندہ آسمان پر اٹھائے جانے کی تصدیق ہے نہ کہ تکذیب۔

اس موضوع کی مکمل تفصیل حضرت مولانا سید محمد بدر عالم میرٹھیؒ کے رسالہ ''تحقیق عمر'' حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں ملاحظہ ہو۔ یہ رسالہ احتساب قادیانیت جلد چہارم کے صفحہ ۵۸۷ پر مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

دوسری دلیل جسے صحابہؓ اور بزرگان امت کا عقیدہ کہا گیا ہے اور صحابہؓ کا اجماع بتایا گیا ہے کہ اس میں بخاری شریف کی حدیث پیش کی گئی ہے۔ اس حدیث کے مندرجات پر بحث سے پہلے یہ دیکھ لیجئے کہ اجماع کہتے ہیں حضور ﷺ کے بعد کسی شرعی مسئلہ پر امت کے مجتہدین کا اتفاق ہونا۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ صحابہؓ اور امت کے اولیاء وصلحاء کا اس مسئلہ پر کیا عقیدہ ہے جسے اجماع امت کہا جائے۔ اجماع امت تو بعد کی بات ہے۔ پہلے سنئے خود مرزا غلام احمد قادیانی کی گواہی کہ تیرہ سو برس سے امت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں پر زندہ تسلیم کرتی ہے۔

ملاحظہ فرمایئے: (ملفوظات احمدیہ ج۱۰ ص۳۰ مطبوعہ چناب نگر)

''ایک دفعہ ہم دلی میں گئے تھے۔ ہم نے وہاں کے لوگوں سے کہا تم نے تیرہ سو برس سے یہ نسخہ استعمال کیا

کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھایا۔ مگر اب دوسرا نسخہ ہم بتاتے ہیں وہ استعمال کر کے دیکھو۔ وہ یہ کہ حضرت عیسیٰ وفات شدہ مان لو۔‘‘

مرزا قادیانی کے خلف، مرزائیوں کے خلیفہ ثانی مرزا بشیر الدین محمود اپنی کتاب حقیقت النبوۃ کے صفحہ ۱۴۲ پر رقمطراز ہیں:

’’پچھلی صدیوں سے قریباً سب دنیا کے مسلمانوں میں مسیح کے زندہ ہونے پر ایمان رکھا جاتا تھا اور بڑے بڑے بزرگ اس عقیدہ پر فوت ہوئے۔ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) سے پہلے جس قدر انبیاء اور صلحاء گزرے ان میں ایک بڑا گروہ عام عقیدہ کے ماتحت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ خیال کرتا تھا۔‘‘

دوغلا پن ملاحظہ فرمایئے۔ خود مرزا قادیانی اور مرزا قادیانی کے فرزند تو امت کا اجماع حیات مسیح پر بتائیں اور انٹرنیٹ پر صحابہ و بزرگان دین کا عقیدہ اور اجماع وفات مسیح بتایا جائے؟۔ آیئے امت کے اکابرین کے اقوال کی طرف:

۱...... ’’ان عیسیٰ لم یمت وانہ راجع الیکم قبل یوم القیامۃ (تفسیر ابن کثیر، سورہ العمران:۸۰)‘‘ ﴿یقیناً عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے اور وہ قیامت سے قبل تمہاری طرف لوٹیں گے۔﴾

علامہ ابن کثیر ان خوش قسمت شخصیتوں میں شامل جن کو خود مرزا قادیانی اپنے زمانہ کا مجدد تسلیم کرتے ہیں۔

۲...... ’’فانہ لم یمت الی الان بل رفعہ اللّٰہ الی ہذہ السماء واسکنہ بہا (فتوحات مکیہ ج۳ ص ۳۴۱)‘‘ ﴿پس وہ یعنی عیسیٰ علیہ السلام ہرگز فوت نہیں ہوئے (بلکہ ابھی بھی زندہ ہیں) اور اللہ نے انہیں اس آسمان کی طرف اٹھالیا۔ وہ اسی میں سکونت پذیر ہیں۔﴾

(فتوحات مکیہ: شیخ محی الدین ابن عربی (شیخ اکبر) کی تصنیف ہے)

۳...... ’’والاجماع علی انہ حیی فی السماء وینزل ویقتل الدجال (تفسیر وجیزعہ برحاشیہ جامع البیان ص ۵۲)‘‘ ﴿اور اجماع اس پر ہے کہ وہ زندہ آسمانوں میں ہیں۔ نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔﴾

۴...... ’’اسی (فتوحات مکیہ کے ج۳ ص۲۹۱) میں یہ بھی ہے کہ: ’’ان عیسیٰ ابن مریم نبی ورسولہ انہ لا خلافہ انہ ینزل فی آخرالزمان حکما مقسطا عدلا؟‘‘ ﴿بے شک حضرت عیسیٰ بن مریم نبی اور رسول ہیں اور بے شک اس میں خلاف نہیں کہ آخر زمانہ میں نازل ہوں گے اور ہماری شریعت کے ساتھ نہایت عدل کے ساتھ حکومت کریں گے۔﴾

علامہ عبدالوہاب شعرانی نے (یواقیت والجواہر ص۲/۲۴۲ مطبوعہ مصر ۱۳۲۱ھ) میں شیخ اکبر کی عبارت کی تصدیق کر کے اسے دہرایا ہے۔

۵...... ’’وتاسع رفع اللّٰہ عزوجل عیسیٰ ابن امریم الی السماء (غنیۃ الطالبین

ص ۴۸۲، مطبوعہ لاہور، فصل عاشورہ)'' ﴿اور تو یں یہ کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ ابن مریم کو آسمان پر اٹھالیا۔﴾
(غنیۃ الطالبین حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانیؒ کی تصنیف ہے)

۶...... ''ونزول عیسیٰ علیہ السلام من السماء وسائر علامات یوم القیامۃ علیٰ ماوردت الاخبار الصحیحہ حق کائن (شرح فقہ اکبر ص ۱۳۵)'' ﴿حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا اور دیگر تمام علامات قیامت جیسا کہ احادیث صحیحہ میں وارد ہوئی۔﴾

۷...... ''واجمعت الامۃ علی ان اللہ عزوجل رفع عیسیٰ الی السماء (الابانہ عن اصول الدیانہ ص ۴۶)'' ﴿امت کا اس پر اجماع ہے کہ اللہ عزوجل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا۔﴾ (الابانہ عن اصول الدین امام اہل سنت ابوالحسن الاشعری کی تصنیف ہے۔)

۸...... ''فان قلت کیف کان آخر الانبیاء وعیسیٰ علیہ السلام ینزل فی آخر الزمان قلت معنی کونہ آخر الانبیاء انہ لانبیاً احد بعدہ وعیسیٰ ممن نبی قبلہ (تفسیر کشاف ص ۲۱۵)'' ﴿اگر تو کہے کہ حضور علیہ السلام آخر الانبیاء کیسے ہوئے۔ حالانکہ عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانہ میں نازل ہوں گے۔ میں کہوں گا آخر الانبیاء ہونے کے معنی یہ ہیں کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں بنایا جائے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان نبیوں میں سے ہیں جن کو نبوت پہلے مل چکی ہے۔﴾
(تفسیر کشاف علامہ زمخشری کی تصنیف ہے)

۹ ''فان قیل فما الدلیل علی نزول عیسیٰ علیہ السلام من القرآن فالجواب الدلیل علیٰ نزولہ قولہ تعالیٰ وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ ای حین ینزل ویجتمعون علیہ وانکرت المعتزلہ والفلا سفۃ والیھود والنصاریٰ عروجہ بجسدہ الی السماء وقال تعالیٰ فی عیسیٰ علیہ السلام وانہ لعلم للساعۃ قرئ لعلم بفتح اللام والعین ولضمیرفی انہ راجع الی عیسیٰ علیہ السلام لقولہ تعالیٰ ولما ضرب ابن مریم مثلاً ومعناہ ان نزولہ علامۃ القیامۃ وفی الحدیث فی صفۃ الدجال فبینما ھم فی الصلوٰۃ اذبعث اللہ المسیح ابن مریم منزل عندالمنارۃ الیضاء شرقی دمشق ............ فقد ثبت نزولہ علیہ السلام بالکتاب والسنۃ وزعمت النصاری ان ناسوتہ صلب ولا ھوتہ رفع والحق انہ رفع بجسدہ الی السماء والایمان بذالک واجب قال تعالیٰ بل رفعہ اللہ الیہ (یواقیت والجواھر ص ج۲ ص ۱۴۶)''

اگر کہا جائے کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام پر قرآن سے کیا دلیل ہے۔ تو جواب یہ ہے کہ ان کے نزول پر ایک تو یہ قول تعالیٰ دلیل ہے۔ وان من اھل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ! یعنی جب نازل ہوں گے تو سب کے سب ایمان سے آئیں گے اور معتزلہ اور فلاسفہ اور یہود اور نصاریٰ ان کے آسمان پر اٹھائے جانے سے انکار کرتے ہیں اور دوسرا قول باری تعالیٰ دلیل ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ہے۔ وانہ لعلم

للساعة !یعنی ان کا نزول قیامت کی علامت ہے۔تیسرے حدیث دجال کے بیان میں ہے کہ اس حالت میں کہ لوگ نماز کی تیاری میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو دمشق کے شرقی منارے سفید کے پاس نازل فرمائے گا۔

پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ ان کے ناسوت کو سولی دی گئی اور ان کے لاہوت کو اٹھایا گیا اور حق یہ ہے کہ ان کو بجسدہ آسمان پر اٹھالیا گیا اور اسی پر ایمان واجب ہے۔لقوله تعالیٰ بل رفعه الله اليه!

(یواقیت والجواہر شیخ عبدالوہاب شعرانی کی تصنیف ہے۔)

۱۰...... حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جو آسمان سے نزول فرمائیں گے تو حضرت خاتم الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت کے متابعت کریں گے۔

مکتوب نمبر ۷ دفتر سوئم:(مکتوبات امام ربانی شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی ص ۳۰۵)

۱۱...... حضرت عمرؓ کے دور خلافت کا ایک واقعہ ہے کہ سعد بن ابی وقاصؓ جو کہ حضرت عمرؓ کی طرف سے قادسیہ کے حاکم تھے۔ان کو لکھا کہ عراق کی طرف لشکر روانہ کریں۔انہوں نے تین سو سوار روانہ کئے۔فتح کے بعد یہ لوگ ایک پہاڑی کے قریب نماز کے لئے رکے اور اذان دی تو پہاڑ سے اذان کے جواب کی آواز سنائی دی۔آواز دینے پر ایک سفید ریش آدمی پہاڑ کے شگاف سے نکلا اور سلام کیا۔پوچھنے پر بتایا کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وصی زریت بن برتملاء ہے اور اس کے لئے یہ دعا کی گئی ہے کہ وہ اس وقت تک زندہ رہے جب تک عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل نہ ہوں اور وہ آپ سے دوبارہ نہ ملے اور کہا کہ میری طرف سے حضرت عمرؓ کو سلام کہہ دو۔چنانچہ سلام پہنچایا گیا۔حضرت عمرؓ نے حضرت سعد کو لکھا کہ اپنے ساتھ مہاجرین اور انصار کو لے کر اس پہاڑی پر جاؤ اور ان کو میرا سلام کہو۔چنانچہ چار ہزار مہاجرین وانصار وہاں گئے اور چالیس دن تک اذان کہہ کر نماز پڑھتے رہے۔مگر پھر وہ نظر نہ آیا۔واقعہ ازالتہ الخفا کے باب مکاشفات عمر میں موجود ہے۔

(فتوحات مکیہ ج چہارم ص ۱۲۹ تا ۱۳۱ اردو چشتی کتب خانہ فیصل آباد)

اس واقعہ سے معلوم یہ ہوا کہ حضرت عمرؓ اور چار ہزار انصار مہاجرین صحابہ کرامؓ سب کا یہی عقیدہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بقید حیات ہیں اور قیامت کے قریب آسمان سے ان کا نزول ہوگا۔ورنہ صحابہ کرامؓ یہ واقعہ سن کر اس کی تصدیق کرنے کی بجائے اسے غلط کہتے۔

۱۲...... علامہ ابن حزم کتاب الفصل فی الملل والنحل ص ۱۸۰ میں لکھتے ہیں کہ:''او ان بعد محمد ﷺ نبيا غير عيسىٰ بن مريم فانه الايكتلف اثنان فى تكفير''﴿یا یہ کہے محمد ﷺ کے بعد بھی نبی سوائے عیسیٰ علیہ السلام کے پس ایسے شخص کی تکفیر سے دو آدمیوں کا بھی اختلاف نہیں۔﴾

۱۳...... ''ان المسيح رفع وصعد الى لسماء (هداية الحيارى ص ۶۳)''﴿یعنی مسیح علیہ السلام آسمان کی طرف اٹھائے گئے۔﴾(ہدایۃ الحیاری حافظ ابن قیم کی تحریر ہے)

جن کو مرزائی بھی علامہ مانتے اور لکھتے ہیں۔ یہی علامہ ابن قیم ص۴۰۱ میں لکھتے ہیں: ''ان المسیح نازل من السماء فیکم بکتاب اللہ وسنۃ رسولہ'' ﴿بے شک مسیح آسمان سے تمہارے اندر اتریں گے اور کتاب اللہ اور سنت رسول پر عمل کریں گے۔﴾

۱۴...... ''وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته عن محمد بن علی بن ابی طالب یعنی ابن الحنفیه ان عیسیٰ لم یمت وانه رفع الی السماء وهو نازل قبل ان تقوم الساعة (درمنثور)'' ﴿یعنی محمد بن حنفیہ حضرت علیؓ کے صاحبزادے اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام مرے نہیں اور وہ آسمان کی طرف اٹھائے گئے اور وہ وہی اتریں گے قیامت سے پہلے۔ (درمنثور علامہ جلال الدین سیوطی کی تحریر ہے۔) ان کو بھی مرزا قادیانی اپنے وقت کا مجدد تسلیم کرتے ہیں۔

۱۵...... ''وعن جعفر عن ابیه عن جده قال قال رسول اللہ ﷺ کیف تهلك امة انا اولها والمهدی وسطها والمسیح اخرها (مشکوۃ ۵۸۳)'' ﴿حضرت امام جعفر صادقؒ اپنے والد اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کیونکر ہلاک ہو سکتی ہے وہ امت جس کے اول میں میں درمیان میں مہدی اور آخر میں مسیح علیہ السلام ہوں۔﴾ یہ حدیث تو تھی مشکوۃ کی روایت کردہ۔ اب آیئے بخاری شریف کی طرف۔ جلد اول ص۴۹۰ کھولئے: (جاری ہے!)

## مسلم نشستوں پر قادیانیوں کو الیکشن میں حصہ لینے سے روکا جائے

الیکشن فارموں میں موجود عقیدہ ختم نبوت کا اقرار اور قادیانیوں کے غیر مسلم ہونے پر مبنی حلف نامے پر عمل درآمد کو یقینی بنایا جائے۔ تاکہ غیر مسلم قادیانی سیاست دان اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے مسلم نشستوں پر الیکشن میں حصہ نہ لے سکیں۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مرکزی رہنما حضرت مولانا اللہ وسایا نے چیچہ وطنی میں صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے کیا۔ اس موقع پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چیچہ وطنی کے مبلغ مولانا عبدالحکیم نعمانی، حافظ محمد اصغر عثمانی بھی موجود تھے۔

مولانا اللہ وسایا صاحب نے کہا کہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن کی طرف سے میدان خالی نہ چھوڑنے کا فیصلہ دانشمندانہ ہے۔ جس سے روشن خیال اور سیکولر عناصر کو شکست دینے میں مدد ملے گی۔ دیگر سیاسی جماعتوں کے قائدین بھی سیاسی بالغ نظری اور دور اندیشی کا مظاہرہ کر کے حالات کی سنگینی کا ادراک کریں۔ مولانا نے کہا کہ قادیانی استعمار کے ایجنٹ، اسرائیل کے جاسوس، اسلام کے دشمن، آئین کے باغی اور صیہونیت کے آلہ کار ہیں۔ جنہیں کسی صورت میں بھی مسلمان تو کیا مذہبی فرقہ بھی تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ فراڈ کا دوسرا نام قادیانیت ہے۔ علماء نے اپنے مشترکہ بیان میں حکومت سے مطالبہ کیا کہ کلیدی آسامیوں پر فائز قادیانیوں کو ہٹایا جائے۔ مسلم نشستوں پر قادیانی اقلیت کو الیکشن میں حصہ نہ لینے دیا جائے۔ اسیران ناموس رسالت کو رہا کیا جائے اور امتناع قادیانیت آرڈیننس پر عمل درآمد کرایا جائے۔

# جھوٹے مہدی!

دوسری قسط

حافظ مجیب الرحمٰن ڈی آئی خان

## احمد بن علی محیرثی

یمن کے علاقہ محیرت کا رہنے والا تھا۔ انتہا درجہ کا ذہین اور صاحب علم تھا۔ پہلے زیدی تھا (جو ایک شیعہ فرقہ ہے) پھر حنفی ہوگیا۔ صنعاء یمن میں عرصہ تک حنفی مذہب کا قاضی رہا۔ لیکن اخیر عمر میں مہدی منتظر بن بیٹھا۔ اس نے کہنا شروع کیا کہ میں وہ مہدی ہوں جس کے ظہور کی پیغمبر خدا ﷺ نے پیشین گوئی فرمائی تھی۔ ایک قصیدہ میں جو سید احمد بن امام قاسم اور اپنے حسین کے نام لکھا تھا اس میں لکھتا ہے:

من　　الامام　　المہدی　　المرتضیٰ　　المرشد

الی　　الملک　　احمد　　ثم　　الحسین　　الارشد

یعنی امام مہدی مرتضیٰ مرشد کی طرف سے شاہ احمد اور حسین رشد و ہدایت والے کی طرف۔

بعض شافیہ سے منقول ہے کہ اس کی غیر معمولی ذہانت نے اس کی عقل ماردی۔ یہ کبھی مہدویت کا دعویٰ چھوڑ کر وہ دابہ (جانور) بن بیٹھا تھا جس کا ذکر بطور علامات قیامت قرآن مجید و احادیث میں آیا ہے۔ آخر عمر میں مکہ معظمہ چلا گیا اور وہیں ۱۰۵۰ھ میں وفات پائی۔

## محمد مہدی ازکی

علامہ برزنجی لکھتے ہیں کہ جب میں چھوٹا تھا تو کوہ شرزور کے ایک گاؤں ازک میں ایک شخص محمد نامی ظاہر ہوا جو مہدویت کا مدعی تھا۔ بے شمار لوگ اس کے پیرو ہوگئے۔ جب وہاں کے امیر احمد خان کرد کو اس کے دعوؤں کا علم ہوا تو وہ فوج لے کر چڑھ آیا تو یہ خود ساختہ مہدی بھاگ گیا۔ لیکن اس کا بھائی گرفتار ہوا۔ احمد خان کی فوج کے ہاتھوں یہ لوگ سخت ذلیل و رسوا ہوئے۔ دعوائے مہدویت کے علاوہ اس میں سخت الحاد و زندیقیت بھری ہوئی تھی۔ اس لئے علماء نے متفقہ طور پر اس کو کافر قرار دیا۔ کچھ دنوں بعد خود بھی گرفتار ہوگیا تو اس نے علماء سے رائے لینا چاہی تو علماء نے فرمایا تجدید ایمان کرے اور از سر نو نکاح کرے تو اس نے توبہ کی۔ دوبارہ نکاح پڑھوایا۔ لیکن اس کے بعد مریدوں سے کہنے لگا کہ میں نے اپنے دل سے رجوع نہیں کیا ہے۔ شروع میں اس کا بھائی بہت کچھ حسن عقیدت رکھتا تھا۔ لیکن جب فوج کے آنے کی خبر سن کر یہ مہدی بھاگ کھڑا ہوا تھا تو بھائی اس بد اعتقاد ہوگیا۔ نہ صرف اس کی صداقت کا منکر تھا بلکہ دعوائے مہدیت اور الحاد پسندی پر اس کو سخت ملامت کرتا تھا۔

## محمد بن عبداللہ کرد

۱۰۷۵ھ میں کوہ عمادیہ علاقہ کردستان میں ایک شخص عبداللہ نامی ظاہر ہوا۔ اس کا دعویٰ تھا کہ میں سادات حسینی سے ہوں۔ اس نے اپنے بارہ سالہ لڑکے کا نام محمد اور لقب مہدی رکھ دیا اور کہا یہی مہدی آخر الزمان ہے۔

بیٹے کو مہدویت کی مسند پر بٹھا کر خود اس کی طرف سے بیعت لینے لگا۔ قبائل کے بیشمار لوگ اس کے پیرو ہو گئے۔ جن دنوں سباتائی یہودی نے مسیحیت کا دعویٰ کر کے ترکی میں شور برپا کر رکھا تھا انہی دنوں میں یہ مہدی کردی بھی ظاہر ہوا تھا۔ تو عام مسلمان سمجھنے لگے کہ شاید قیامت قریب آ گئی ہے۔ جب عبداللہ کی جماعت زیادہ ہوئی تو اس کو ملک گیری کی ہوس ہوئی۔ اس نے اچانک موصل کے چند شہروں اور دیہاتوں پر قبضہ کر لیا۔ یہ خبر سن کر والی موصل نے اس پر چڑھائی کی۔ بالآخر مہدی اور اس کا باپ گرفتار ہو گئے۔ جب باپ بیٹا دونوں سلطان محمد چہارم کے سامنے پیش ہوئے تو سامنے جاتے ہی اپنے دعویٰ سے دست بردار ہو گئے۔

سید ابو العلاء دانا پوری کی کتاب تذکرۃ الکرام تاریخ خلفاء عرب و اسلام میں ہے کہ سباتائی یہودی مدعی مسیحیت کو بھی اور مدعی مہدی کو بھی سلطان محمد کے کہنے پر قتل کر دیا گیا۔ (تذکرۃ الکرام ص ۵۳۱ طبع نولکشور لکھنو)

## مرزا علی محمد باب شیرازی

مرزا علی محمد یکم محرم ۱۲۳۵ھ کو شیراز میں پیدا ہوا۔ اس کا باپ مرزا کے بچپن میں مر گیا تھا اور یہ اپنے ماموں مرزا علی کے پاس رہا۔ ابتدائی تعلیم شیخ محمد عابد سے حاصل کی۔ جب اٹھارہ سال کا ہوا تو مصروف تجارت ہوا۔ پانچ سال تجارت کرنے کے بعد نجف کا سفر کیا۔ پھر کربلا گیا وہاں ارض فاء میں داخل ہوا۔ یہی مقام ہے جہاں اس نے مہدویت کے دعویٰ کا عزم کیا۔ لیکن لوگوں کے انکار کے ڈر سے اوّل اوّل یہ دعویٰ نہیں کیا۔ بلکہ سوچا کہ پہلے امام مہدی کا واسطہ اور ذریعہ بنوں اور جب ایرانی اس دعوے سے مانوس ہو جائیں تو پھر مہدی موعود کا دعویٰ کروں۔ مرزا غلام احمد قادیانی بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ جب دیکھتے کہ لوگوں نے ایک دعویٰ تسلیم کر لیا تو پھر اس سے اونچا دعویٰ کرتے تو علی محمد نے ۱۲۶۰ھ میں شیراز میں اپنے کو باب کے لقب سے متعارف کرایا۔ مراد یہ تھی کہ دروازہ کی طرح میں امام مہدی کا واسطہ ہوں جو پردہ میں مستور ہیں۔ پھر چند روز بعد مہدیت کا دعویٰ کر دیا۔ جب شہرت ہوئی تو بہت سے لوگ مریدین میں داخل ہوئے۔ لیکن جمہور نے شدت سے انکار کیا۔ شیعوں کے شیخیہ فرقہ نے جو مہدی کی انتظار میں تھے اس کو مہدی موعود یقین کر لیا۔ جب کہ ایک موقع پر شیعہ علماء نے اسے بھی کافر قرار دے دیا اور قتل کا فتویٰ دیا۔

ایک مرتبہ آذربائیجان کے گورنر نے باب کو تبریز بلوا کر علماء کو اس سے مناظرہ کا کہا تو تبریز میں شیعہ کے مجتہد ملا محمود اور دوسرے شیعہ علماء جمع ہوئے۔ باب سے مباحثہ کیا۔

ملا محمود...... آپ کس منصب کے مدعی ہیں؟۔

باب...... میں وہ ہوں جس کا ہزار سال سے انتظار تھا۔

ملا محمود...... آپ صاحب الامر مہدی ہیں؟۔

باب...... بیشک۔

ملا محمود...... کیا دلیل ہے؟۔

باب...... باب نے قرآن مجید کی بہت سے آیتیں پڑھیں اور بعض عبارتیں پڑھ دیں اور کہا صرف یہی

نہیں بلکہ قرآن مجید کی ہر آیت میرے دعویٰ کی تصدیق کرتی ہے۔
ملا محمود...... آپ کا اور آپ کے باپ کا نام کیا ہے؟۔ ولادت کہاں ہوئی اور عمر کتنی ہے؟۔
باب...... نام علی محمد والد کا نام مرزا رضا ہے۔ ولادت شیراز میں ہوئی اور عمر ۳۵ سال ہے۔
ملا محمود...... امام مہدی کا نام تو محمد اور (شیعہ مذہب کے مطابق) والد کا نام حسن عسکری اور مقام ظہور سر من رای ہے اور ان کی عمر ہزار سال ہے۔ لہٰذا تو مہدی موعود نہیں ہو سکتا۔
(اہل سنت کے نزدیک والد کا نام عبداللہ اور جائے ولادت مدینہ طیبہ۔ ظہور مکہ مکرمہ میں ہوگا اور ابھی تک پیدا نہیں ہوئے۔)
باب...... جب کوئی علامت نہ پائی تو کرامت کا دعویٰ کرنے لگا کہ میری کرامت ہے کہ ایک دن میں ہزار شعر لکھتا ہوں۔
ملا محمود...... اس سے تو اتنا ہی ثابت ہوگا کہ آپ زود نویس کاتب ہیں۔ اچھا صحیفہ سجادیہ کے نام سے جو کتابیں لکھی ہیں۔ کیا وہ آپ کی ہیں؟۔
باب...... یہ سب خدا پاک کی وحی ہے جو مجھ پر نازل ہوئی۔
ملا محمود...... جب آپ پر وحی نازل ہوتی ہے (معاذ اللہ) تو سورۂ کوثر کا شان نزول بتاؤ اور اس سے پیغمبر ﷺ کو کیا تسلی دی گئی بتاؤ؟۔
باب...... خاموش رہا۔
ملا محمود...... بتاؤ فصاحت و بلاغت کی کیا تعریف ہے اور ان میں چار نسبتوں میں سے باہم کیا نسبت ہے؟۔
باب...... خاموش رہا۔
ملا محمود...... اچھا اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”فان للہ خمسه“ کہ اللہ کے لئے مال غنیمت سے خمس پانچواں ہے۔ آپ نے کتاب میں ثلث تیسرا لکھا؟۔ کیا آیت منسوخ ہوگئی ہے۔
باب...... تیسرا اس لئے لکھا کہ وہ پانچواں کا آدھا ہے۔ (واہ رے بیوقوف) یہ سن کر سب حاضرین ہنس پڑے۔

آخر کار ناصر الدین بادشاہ نے کہا کہ تم کیسے صاحب امر بنتے ہو۔ حالانکہ تم مخبوط الحواس آدمی معلوم ہوتے ہو۔ لہٰذا تیرے قتل کا حکم نہیں کرتا۔ لیکن تادیب ضروری ہے۔ سپاہیوں کو اشارہ کیا تو انہوں نے خوب پٹائی کی۔ باب جان بچانے کے لئے چلانے لگا۔ توبہ کردم توبہ کردم۔ جب اچھی طرح پٹائی ہو چکی تو قلعہ چہریق میں بند کر دیا گیا۔ ادھر اس کے ماننے والوں نے مسلح بغاوتیں اور شرارتیں ملک میں شروع کر دیں اور حکومت نے بھی ان کی خوب خبر لی۔ بہت ہی ذلیل و خوار ہوئے۔ آخر حکومت نے سوچا کہ جب تک اس بنیاد ہی کو ختم نہ کیا جائے گا یہ فتنہ ختم نہ ہوگا۔ تو علماء نے بھی واجب القتل ہونے کا فتویٰ دیا۔ حکومت چہریق سے تبریز لائی۔ لیکن قتل سے پہلے سمجھانے کے لئے علماء کو بلایا گیا۔ مگر باب نے ایک نہ سنی۔ حشمۃ الدولہ نے باب سے کہا کہ تمہیں حامل وحی ہونے کا دعویٰ ہے تو

دعاء کرو کہ تم پر کوئی آیت نازل ہو تو باب نے فوراً سورہ نور کی ایک آیت کا ٹکڑا اور سورہ ملک کی آیت کا ٹکڑا املا کر پڑھ دیا۔ حشمۃ الدولہ نے کہا حامل وحی کے دل سے وحی فراموش نہیں ہوا کرتی۔ اگر واقعہ یہ وحی ہے تو ذرا دوبارہ پڑھو۔ جب باب نے دوبارہ پڑھا تو الفاظ میں ردوبدل ہو گیا۔ حشمۃ الدولہ نے کہا یہ تمہارے جھوٹ کی دلیل ہے۔

آخر ارباب حکومت نے قتل کا فیصلہ کرتے ہوئے ۲۸ رشعبان ۱۲۶۶ھ کو قتل کا دن مقرر کیا۔ باب کو چاہئے تھا کہ ثابت قدم رہتا اور کسی ذلت کی پرواہ نہ کرتا۔ مگر مریدوں سے کہا کہ تم ہی مجھے گولی مار کر قتل کر دو تا کہ ذلت نہ ہو۔ لیکن مریدین نے قتل نہ کیا۔ آخر ۲۸ رشعبان کو گولی مار کر قتل کر دیا گیا۔ مزید تفصیل ائمہ تلبیس میں دیکھ لی جائے۔

## عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی فتوحات

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری اطلاعات مولوی فقیر محمد نے چناب نگر ریلوے اسٹیشن کے سامنے جامع مسجد محمدیہ کے پلاٹ میں ریلوے کی نیلامی کمیٹی کے فیصلہ کے مطابق تین سوفٹ کی مزید توسیع کرنے پر ریلوے حکام کے احسن فیصلہ کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا کہ ۷ رستمبر ۱۹۷۴ء کو قادیانیوں، مرزائیوں، احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے بعد ربوہ حال چناب نگر کو کھلا شہر قرار دیا گیا تھا۔ جبکہ چناب نگر کی ایک ہزار سرکاری اراضی پر قادیانی جماعت کا قبضہ تھا۔ جس کے پیش نظر ختم نبوت کے عظیم رہنما مولانا تاج محمودؒ کی تحریک پر وفاقی دارالحکومت اور ریلوے حکام کے تعاون سے چناب نگر ریلوے اسٹیشن کے سامنے ریلوے کی اراضی پر مسلمانوں کے لئے جامع مسجد محمدیہ تعمیر کی گئی۔ جس کا انتظام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ہیڈ آفس ملتان کرتی ہے۔ اس مسجد میں پانچ وقت کی نماز، جمعۃ المبارک اور عیدین کی نمازیں ادا کی جاتی ہیں۔ اس طرح اردگرد کے دیہات کے لوگ وہاں نمازیں ادا کرتے ہیں اور چناب نگر میں محنت مزدوری کرنے والے مسلمان اس مسجد میں عبادت کرتے ہیں اور چناب نگر کھلا شہر بنانے کے بعد عدالتیں قائم ہوئیں۔ سرکاری دفاتر بنائے گئے۔ مسلمان ملازمین کی رہائش کے لئے جگہ نہ تھی۔ اس سلسلہ میں سٹلائٹ ٹاؤنز پبلک ویلفیئر سوسائٹی کے جنرل سیکرٹری مولوی فقیر محمد کی تحریری درخواست پر حکومت پنجاب کی منظوری سے محکمہ ہاؤسنگ سرکل فیصل آباد نے ۱۹۷۶ء میں پچاس ایکٹر رقبہ پر مسلمانوں کے لئے ایک رہائشی سکیم تیار کی جس کا نام مسلم کالونی رکھا گیا اور مسلمانوں کو ہی پلاٹ الاٹ کئے گئے۔ حکومت نے ۱۴۵۰ روپے فی مرلہ قیمت مقرر کی جو اب بھی قائم ہے۔ اس رہائشی سکیم کے لئے ۱۲۹ ایکٹر اراضی قادیانی جماعت سے ریکوئر کی گئی اور ۱۲۱ ایکٹر اردگرد کے زمینداروں سے حاصل کی گئی۔ اب مسلم کالونی میں مسلمان آباد ہیں اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی سالانہ ختم نبوت کانفرنس ۱۹۸۲ء سے چنیوٹ کی بجائے چناب نگر میں منعقد ہوتی ہے۔ مسلم کالونی میں نو کنال کے پلاٹ پر ختم نبوت جامع مسجد اور مدرسہ قائم ہے۔ اس کالونی کے پلاٹ قادیانیوں کے پاس فروخت نہیں ہو سکتے اور نہ ہی وہ خرید سکتے ہیں۔ ۲۶ راپریل ۱۹۸۴ء کو امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری ہوا جس کے ذریعہ قادیانی خود کو مسلمان ظاہر نہیں کر سکتے اور نہ قادیانی مذہب کی تبلیغ وتشہیر کر سکتے ہیں۔ اس کے بعد قادیانی جماعت کا سربراہ مرزا طاہر احمد غیر مسلم آنجہانی بھیس بدل کر چوری یکم مئی ۱۹۸۴ء کو لندن انگریز کے پاس چلا گیا۔ اس کے بعد ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء کو چناب نگر میں صد سالہ جشن منانے پر پابندی لگادی گئی اور دسمبر کا سالانہ جلسہ کرنے سے روک دیا گیا جس پر عمل جاری ہے۔ جبکہ قادیانیت دم توڑ رہی ہے۔

# اقبال اور قادیانیت!

## جناب بشیر احمد کی کتاب کا حاصل مطالعہ

آخری قسط: حکیم سرو سہارنپوری

اسی طرح کی تاویلات سے قصر قادیانیت تعمیر ہوا ہے۔ ان تاویلات کی مکمل تحقیقی اور تنقیدی داستان نقد ونظر کے سارے علمی معیارات کے ساتھ محترم بشیر احمد صاحب نے ''اقبال اور قادیانیت'' میں بیان کردی ہے۔ اس کو پڑھنے کے بعد وہ ساری گتھیاں سلجھ جاتی ہیں۔ جنہیں قادیانیوں کی جھوٹی دعویداریوں اور غلط بیانیوں نے علامہ اقبال کے بارے میں پھیلایا ہے۔ مجھے تو اس بات پر حیرت ہوتی ہے کہ وہ علامہ اقبال، جنہیں دیانت داری کے ساتھ اسلام سے اپنی وابستگی، نبی ﷺ سے اپنے عشق اور خانوادۂ رسالتؐ کے ایک ایک فرد سے اپنے تعلق کا اظہار کرنے میں اپنے لئے مقام افتخار نظر آیا اور انہیں اپنے خاندان کی خصوصیات میں یہ بات بیان کرتے ہوئے بالکل کوئی عار محسوس نہ ہوئی کہ

میں اصل کا خاص سومناتی
آبا مرے لاتی ومناتی
تو سید ہاشمی کی اولاد
میری کف خاک برہمن کی ذات

یہ اظہار حقیقت کرنے کے بعد وہ بڑے افتخار سے کہتے ہیں۔

دیں مسلک زندگی کی تقویم
دیں سر محمد و ابراہیم

تو ایسی سچی اور صدق مقال شخصیت پر یہ الزام کہ اس نے اپنے عقیدے کو چھپایا، کسی ضد یا کسی دنیوی افتخار کے نہ ملنے پر وہ قادیانیت کے طلسم سے باہر آگئے۔ یہ ایسے ہے جیسے حقیقت کا منہ چڑانا اور چاند پر تھوکنا کہ جو خود از ماست کہ بر ماست کے مصداق ہے۔

ایک ایسی شخصیت کو جو برصغیر کے مسلمانوں ہی کی نہیں۔ بلکہ سارے عالم اسلام کی فکری رہنمائی کا فریضہ سرانجام دے رہی ہے اور سارا عرب وعجم جسے اپنا فکری رہنما اور ساری امت جسے حکیم الامت قرار دیتی ہے۔ یہ بات کیسے ممکن ہے کہ قادیانیت کے کسی تاریک غار سے کچھ لوگ مکڑی کا جالا لگے ہوئے چند کرم خوردہ اوراق نکال

لائیں اوران کے حوالے سے علامہ کو قادیانی ثابت کرنے لگیں۔ان کے بھائی اوران کے والداور دیگر افراد کے بارے میں مرزا قادیانی سے وابستگی کا خودتراشیدہ افسانہ سنائیں اور یہ تصور رکھیں کہ یہ امت اس کذب کو تسلیم کرلے گی۔اقبال ضرب کلیم میں نظم امامت میں کہتے ہیں۔

تو نے پوچھی ہے امامت کی حقیقت مجھ سے
حق تجھے میری طرح صاحب اسرار کرے
ہے وہی تیرے زمانے کا امام برحق
جو تجھے حاضر وموجود سے بیزار کرے
موت کے آئینے میں تجھ کو دکھا کر رخ دوست
زندگی تیرے لئے اور بھی دشوار کرے
دے کے احساس زیاں تیرا لہو گرما دے
فقر کی سان چڑھا کر تجھے تلوار کرے
فتنۂ ملت بیضا ہے امامت اس کی
جو مسلماں کو سلاطیں کا پرستار کرے

ان اشعار کو پڑھنے کے بعد مرزا قادیانی کے اس دعوے پر پھر نظر کیجئے کہ وہ اقتدار برطانیہ کو جو اپنے وقت کا سب سے بڑا سامراج ہے۔اپنے لئے سایۂ رحمت قرار دیتے ہیں۔اپنے ایک خط میں جو مرزا قادیانی نے اظہار تہنیت کے طور پر ملکہ وکٹوریہ کو لکھا۔اس میں اس بات کا اظہار کیا کہ ملکہ وکٹوریہ کی حکومت ایک رحمت ہے۔اسی خط میں مرزا قادیانی فرماتے ہیں۔اے قیصرہ وملکہ معظمہ ہمارے دل تیرے لئے دعاء کرتے ہیں۔جناب الٰہی میں جھکتے ہیں اور ہماری روحیں تیرے اقبال اور سلامتی کے لئے حضرت احدیت میں سجدہ کرتی ہیں۔اس خط کو بھی چھوڑیئے اورصرف اس جملے کو ہی دیکھ لیجئے کہ جس میں مرزا قادیانی پچاس الماریوں پر مشتمل اپنی ان تصانیف کا ذکر کرتے ہیں جوانہوں نے انگریزوں کی تعریف وتوصیف، برطانوی استعمار کی مدح وستائش، جہاد کو حرام قرار دینے اور مسلمانوں کو برطانوی غلامی کا خوگر بنانے کے لئے تیار کیں۔مرزا قادیانی کے ان خیالات کو پیش نظر رکھئے اورضرب کلیم میں اس شعر پر نظر ڈالئے۔

وہ نبوت ہے مسلماں کے لئے برگ حشیش
جس نبوت میں نہیں شوکت وقوت کا پیام

اوریہیں اس شعر سے بھی اپنے ایمان کو تازہ کرتے چلئے۔

محکوم کے الہام سے اللہ بچائے
غارت گر اقوام ہے وہ صورت چنگیز

اس کے ساتھ ہی ساتھ مہدی علیہ السلام برحق کے نام سے ضرب کلیم کا یہ شعر بھی علامہ اقبال کے

قادیانیت شکن ہونے کی مستحکم دلیل ہے۔

دنیا کو ہے اس مہدی برحق کی ضرورت
ہو جس کی نگہ زلزلہ عالم افکار

مرزا قادیانی جہاد کو حرام قرار دیتے ہیں اور علامہ اقبال کی ضرب کلیم کی نظم جہاد اس سارے فریب کا پردہ چاک کر دیتی ہے۔ جو قادیانیت نے مرزا قادیانی کی نبوت کے ذریعے جہاد کو حرام قرار دینے کے لئے مسلمانوں کی عقل پر ڈالنے کی کوشش کی۔ یہ دو شعر اسی نظم سے پیش خدمت ہیں۔ نظم کے آغاز میں علامہ فرماتے ہیں۔

فتویٰ ہے شیخ کا یہ زمانہ قلم کا ہے
دنیا میں اب رہی نہیں تلوار کارگر

پھر یورپ کی جنگی تیاریوں میں اس عہد کے بے عمل مسلمانوں کا تقابل کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

باطل کے مال وزر کی حفاظت کے واسطے
یورپ زرہ میں ڈوب گیا دوش تا کمر
ہم پوچھتے ہیں شیخ کلیسا نواز سے
مشرق میں جنگ شر ہے تو مغرب میں بھی ہے شر
حق سے اگر غرض ہے تو زیبا ہے کیا یہ بات
اسلام کا محاسبہ، یورپ سے درگزر

علامہ اقبال خوئے غلامی کے دشمن ہیں اور مرزا قادیانی نقیب خوئے غلامی۔ علامہ اپنے تصورت آزادی اور قوت اسلامی کا تصور نظم اجتہاد میں یوں بیان کرتے ہیں۔

ان غلاموں کا یہ مسلک ہے کہ ناقص ہے کتاب
کہ سکھاتی نہیں مومن کو غلامی کے طریق

مرزا قادیانی اپنی تحریروں میں برطانوی استعمار کے زیر سایہ حاصل ہونے والے امن وسلامتی کو خدا کی رحمت قرار دیتے ہیں اور جسے اپنی کتاب تحفہ قیصرہ اور ستارہ قیصریہ میں مسلمانوں کے لئے نعمت غیر مترقبہ قرار دیتے ہیں۔ علامہ اقبالؒ اسے کس نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ضرب کلیم کی نظم آزادی میں اس کا نقشہ کچھ اس طرح ہے۔

قرآن کو بازیچۂ تاویل بنا کر
چاہے تو خود اک تازہ شریعت کرے ایجاد
ہے مملکت ہند میں اک طرفہ تماشا
اسلام ہے محبوس مسلمان ہے آزاد

جو صاحب فکر وفن اور نور ایمان سے مزین ذہن استعمار کے شکنجوں میں جکڑے ہوئے ملک میں اپنی پیدائش کو بھی باعث عار سمجھتا ہو۔ اسے کسی بھی منطقی مغالطے کے ذریعے کھینچ تان کے قادیانی ثابت نہیں کیا جاسکتا۔

علامہ کا یہ شعران کے ان افکار کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

لیکن مجھے پیدا کیا اس دیس میں تم نے
جس دیس کے بندے ہیں غلامی پہ رضا مند

اب آیئے اور ملاحظہ کیجئے کہ قادیانیت کا وہ سارا قلعہ جو مرزا قادیانی کے ظلی اور بروزی نبوت کے لایعنی دعوؤں پر ایستادہ ہے۔اس کے سلسلے میں علامہ کے یہ دو شعر مثنوی اسرار خودی اور رموز بے خودی میں اس شان سے نمایاں ہیں کہ جس نے جھوٹی نبوت کی ساری باطل دلیلوں کو ایک ہی ضرب سے مسمار کر دیا ہے۔

لا نبی بعدی احسان خدا است
پردۂ ناموس دین مصطفیٰ است
حق تعالیٰ نقش ہر دعویٰ شکست
تا ابد اسلام را شیرازہ بست

مرزا قادیانی جہاد اور اس کے متعلقات کو منطقی بھول بھلیوں میں گم کر کے تلوار سے بیزاری کا اظہار کرتے اور ''زمانہ قلم کا ہے'' کی پردہ داری کے ذریعے اسلام کے ایک اہم ترین رکن سے انحراف کے راستے نکالتے ہیں۔

لیکن علامہ یہ کہہ کر اس ذہنی ظلمت خانے کو بھی مجاہدانہ حرارت سے گرما دیتے ہیں کہ۔

فقیہ شہر بھی رہبانیت پہ ہے مجبور
کہ معرکے ہیں شریعت کے جنگ دست بدست
گریز کشمکش زندگی سے مردوں کی
اگر شکست نہیں ہے تو اور کیا ہے شکست

علامہ کا تو ایمان ہی یہ ہے کہ ''عصا نہ ہو تو کلیمی ہے کار بے بنیاد''

علامہ کے اشعار سے ان کے تصور دین کی وضاحت میں ان چند باتوں کے بعد اب ذرا اس بات کا بھی جائزہ لیجئے کہ جس کی ساری تفصیلات محترم بشیر احمد صاحب نے اپنی کتاب میں یکجا کر دی ہیں۔اس میں علامہ کی قادیانیت کو جہاں سے شروع کیا گیا ہے۔وہ سب سے حیران کن ہے اور اس کا سارا سرمایہ دلائل اس بات پر مشتمل ہے کہ علامہ کا خاندان مرزا قادیانی کے ابتدائی دعوؤں سے متاثر تھا۔علامہ صاحب کے خاندان کا کوئی فرد کبھی قادیانیت سے وابستہ ہوا یا علامہ اپنے زمانہ طالب علمی میں قادیانیت سے وابستہ ہوئے۔یہ سارے لایعنی دلائل اتنے بے حقیقت ہیں کہ انہیں تاریخی حقائق کی الماریوں سے اٹھا کے تاریخ کے کوڑا دان میں پھینک دینا چاہئے۔اس لئے کہ ایمان کے ایوان میں ماضی کے عہد جہالت کی لغزشیں عدم ایمان کی دلیل قرار نہیں پاسکتیں۔خود صحابہ کرامؓ کے دور عدم اسلام کو ہم عہد جہالت قرار دیتے ہیں اور وہ بھی ان کے مرتبہ ومقام، اعزاز وافتخار، ایثار واخلاص اور ان کے تکمیل ایمان کے راستے کی دلیل نہیں رہا۔نہ کسی صحابی کے خاندان یا اس کے عزیز واقربا کا ایمان نہ لانا۔حتیٰ کہ کسی کے باپ یا بھائی کا مسلمان نہ ہونا بھی کوئی معنی نہیں رکھتا۔ابوجہل کی اسلام دشمنی سے حضرت عکرمہؓ کے ایمان کی نفی

نہیں ہوسکتی اور ولید بن مغیرہ کی مخالفت اسلام حضرت خالدؓ کو سیف اللہ ہونے سے نہیں روک سکتی۔ اسی طرح عاص بن وائل کا اسلام دشمن رویہ عمرؓ بن عاص کے ایمان میں کمی کی دلیل نہیں بن سکتا۔

یہ بات ہم نے اس لئے سامنے رکھی کہ بشیر احمد صاحب کی کتاب سے استفادہ کرنے والوں کو اس بات کی طرف بھی متوجہ کردیا جائے کہ ہر آدمی صرف اپنے ایمان کا جوابدہ ہے اور فیصلہ اس بات پر نہیں ہوگا کہ ماضی میں کوئی شخص کیا تھا۔ بلکہ فیصلہ اس بات پر ہوگا کہ آدمی کا اختتام کس عقیدے پر ہوا اور اس کے اعمال اپنے عقیدے کے اظہار اور اپنے تصورات کی توسیع واشاعت کے لئے کیا طریقہ کار اختیار کرتے رہے اور انہوں نے لوگوں کو اپنے بارے میں کیا باور کرایا۔ جہاں تک علامہ اقبال کے بھائی یا ان کے خاندان کے دوسرے افراد پر لگائے جانے والے الزامات کا تعلق ہے تو اس کا بہت تفصیلی جائزہ بشیر احمد صاحب کی کتاب میں ''خاندان اقبال اور قادیانیت'' کے عنوان کے تحت تفصیل سے دیکھا جاسکتا ہے۔ اس جائزے سے یہ بات پوری طرح واضح ہوجاتی ہے کہ وہ قادیانیت جس کا اظہار مرزا قادیانی کی آخری زندگی میں ہوا اور جس میں وہ اپنے آپ کو ایک ایسا مدعی نبوت ظاہر کرتے ہیں۔ جس کا انکار مستلزم کفر ہے۔ اس عقیدے کو تسلیم کرنے والا فرد نہ علامہ کے خاندان میں کوئی تھا اور نہ خود علامہ اس غیر اسلامی تصور کو کبھی تسلیم کرنے والے رہے۔ جیسا کہ خود قادیانی اخبار الفضل ۱۱؍اپریل ۱۹۱۶ء میں علامہ اقبالؒ کے ایک مضمون کا ایک اقتباس دیا گیا ہے۔ ''جو شخص نبی ﷺ کے بعد کسی ایسے نبی کے آنے کا قائل ہے جس کا انکار مستلزم کفر ہو تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔'' یہ اقتباس اسی کتاب میں شکیل عثمانی صاحب نے اپنے دیباچے میں دیا ہے۔ ردمرزائیت پر بحیثیت مجموعی بہت سے اہل علم نے قلم اٹھایا اور بہت سا لٹریچر اردو زبان میں انگریزوں کے پیدا کردہ اس فتنے کے خلاف موجود ہے۔ جس میں بھرپور طور پر برطانیہ کے اس خودکاشتہ پودے کی حقیقت اس طرح کھول دی گئی ہے کہ اس کی زمین سے لے کے بیج اور اس کی بارآوری تک کے سارے ڈھکے چھپے گوشے اس قدر نمایاں کر دیئے گئے ہیں کہ بقائی ہوش وحواس اور بلا کسی مجبوری ومفاد کے کوئی شخص مرزائیت کے اس جال میں نہیں پھنس سکتا۔ لیکن ''اقبالؒ اور قادیانیت، تحقیق کے نئے زاویے'' کے عنوان سے بشیر احمد صاحب نے جو کتاب لکھی ہے یہ اس امت کے ایک عظیم رہنما اور عہد جدید میں اسلامی ریاست پاکستان کے تصور کے خالق علامہ اقبال کی شخصیت سے قادیانیوں کی پھیلائی ہوئی ساری غلط فہمیوں، کذب بافیوں اور دجل طرازیوں کا بڑا مفصل، مکمل اور علمی محاکمہ ہے۔ اس پر بشیر احمد صاحب اور شکیل عثمانی صاحب شکریے کے مستحق بھی ہیں اور دعاؤں کے حق دار بھی۔ فجزاکم اللہ!

ہم اپنی بات کو علامہ اقبال کے اس شعر پر ختم کرتے ہیں۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

کتاب ملنے کے پتے:

1...... دارالتذکیر، رحمن مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور۔ فون:042-7231119

2...... فضلی سنز، اردو بازار کراچی۔ فون:021-2212991

# آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر سے مولانا فضل الرحمٰن اور دیگر علماء کا بصیرت افروز بیان!

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

جمعہ کے روز کے اجلاس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماء علامہ احمد میاں حمادی ٹنڈو آدم آف نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے تیس سالہ دور رسالت میں کفر کے ساتھ جہاد میں ۲۵۹ صحابہ کرامؓ شہید ہوئے۔ آنحضرت ﷺ کی وفات حسرت آیات کے بعد عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے مسیلمہ کذاب کے خلاف جہاد میں بارہ سو صحابہ کرامؓ شہید ہوگئے۔ قادیانی ناموس رسالتؐ کے غدار ہیں۔ اگر اسلامی حکومت ہوتی تو ان کو دعوت اسلام دیتی۔ جسے قبول نہ کرنے کی صورت میں ان کو شرعی سزا دی جاتی۔ مسلمان قادیانیوں کی سازش سے باخبر ہوں۔ ملک میں قتل وغارت گری قادیانیوں کی گہری سازش کا نتیجہ ہے۔ مسلمان تمام مسلمانوں کو ان غداروں کی سازش سے مطلع کریں۔ قادیانیوں کا سماجی بائیکاٹ کیا جائے۔ کانفرنس میں شریک مسلمان علمائے کرام کے بیانات کو ذہن نشین کر لیں اور واپس جا کر اپنے اپنے علاقوں میں علمائے کرام کے بیانات کی روشنی میں عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اور قادیانیت کا تعاقب کریں۔ مجھے سندھ کے ایک اہم ذمہ دار نے بتایا کہ لال مسجد پر حملہ کرنے سے مسلمان فوجیوں نے انکار کر دیا تو قادیانیوں کی خدمات حاصل کی گئیں۔ قادیانی جامعہ حفصہؓ اور لال مسجد کے علماء، طلباء وطالبات کے قاتل ہیں۔ قادیانی سازشوں کی وجہ سے مساجد کے لاؤڈ سپیکروں پر پابندی لگادی گئی ہے۔ کھلے میدانوں میں دینی اجتماعات پر پابندی ہے۔ تاکہ مسلمان دین حق کی آواز نہ بن سکیں۔

عالمی مجلس کے رہنما مولانا عبدالواحد آف کوئٹہ نے فرمایا علمائے کرام دین پر اپنی جان کے نذرانے پیش کرنے والے دینی مدارس کے طلبا اپنے سروں پر کفن رکھنے والے، تقریر کا وقت نہیں ہے۔ صرف ایک واقعہ آپ کو سناتا ہوں۔ حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ حج کو تشریف لے گئے۔ وہاں مدینہ طیبہ میں آپ خیمہ زن ہوئے۔ دوپہر کا کھانا کھایا۔ خدام نے دسترخوان کی ہڈیاں باہر پھینکیں تو ایک عربی بچہ آیا اور اس نے ہڈیاں چوسنی شروع کر دیں۔ حضرت نے اسے بلایا اور کہا کہ تم ہڈیاں کیوں چوس رہے ہو۔ اس نے کہا بھوک کی وجہ سے ایسا کر رہا ہوں۔ مولانا جالندھریؒ نے اسے فرمایا ہمارے ساتھ صبح شام کھانا کھایا کرو۔ وہ بچہ آتا رہا۔ جب واپسی کا وقت آیا تو حضرت جالندھریؒ نے اس بچے کو پاکستان ساتھ آنے کی دعوت دی تو اس نے کہا پاکستان میں روضہ رسول ﷺ ہے۔ ہم نے نفی میں جواب دیا تو اس نے کہا روضۂ رسول کو نہیں چھوڑ سکتا۔ اگر یہ مجمع اخلاص کے ساتھ کھڑا ہو جائے تو ایک مہینہ میں پاکستان میں اسلام کا نظام آجائے گا۔

عالمی مجلس پشاور کے رہنما مولانا نورالحق نور نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ لال مسجد اور جامعہ حفصہؓ کے معصوم طلباء وطالبات کو شہید کیا گیا۔ ہمارے ملک کا ایک نوجوان اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے جرمن گیا۔ اس نے

گستاخ رسول کو زخمی کیا۔ اس نوجوان کو بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا گیا۔ اس کی لاش پاکستان لائی گئی جس کے جنازہ میں ہزاروں مسلمانوں نے شرکت کی۔ تمام مسلمان ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے کمربستہ ہو کر میدان میں اتریں۔

حضرت مولانا اللہ وسایا نے فرمایا بھائی مجھے خطاب نہیں کرنا۔ آپ کے محبوب اور میرے مخدوم علامہ سید عبدالمجید ندیم تشریف فرما ہیں۔ نماز جمعہ سے قبل حضرت شاہ صاحب کا خطاب ہوتا ہے۔ آپ سے ایک درخواست ہے کہ ہماری جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے قادیانیوں سے متعلق جتنے فتاویٰ جات تھے ان کو مرتب کیا ہے۔ تین جلدوں میں فتاویٰ ختم نبوت شائع ہو چکے ہیں۔ آپ سب حضرات بالخصوص اہل مدارس نصف قیمت پر یہ فتاویٰ جات حاصل کریں۔ دوسری درخواست یہ ہے کہ اکابرین حضرات نے قادیانیوں سے متعلق جتنی کتب لکھیں تقریباً ۳۰۰ کتب کو مجلس نے بیس جلدوں میں ''احتساب قادیانیت'' کے نام سے شائع کیا ہے۔ احتساب قادیانیت بھی ضرور حاصل کریں۔

خطیب العصر علامہ سید عبدالمجید ندیم شاہ صاحب نے فرمایا کہ محترم علمائے کرام، اکابرین مجلس، بھائیو، عزیزو! آج ۲/نومبر ۲۰۰۷ء ہم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام منعقدہ سالانہ ۲۶ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس میں فکر ونظر کے حوالے سے جمع ہیں۔ کل سے آپ حضرات مسئلہ ختم نبوت کے بارے میں بلکہ ۱۴سو سال سے اس بارے میں حق اور سچ سن رہے ہیں۔ مسئلہ تو دو اور دو چار کی طرح متعین ہے۔ میں اس وقت اگرچہ مجموعہ امراض ہوں۔ لیکن صاحبزادہ عزیز احمد کا حکم ہوا۔ اس لئے جس حالت میں تھا حاضر ہوں۔ میں جسمانی طور پر کمزور ہوں۔ لیکن میرا فکر اور نظریہ توانا ہے۔ میر گھنٹہ سوا گھنٹہ کی گذارشات اس مسئلہ کے اہداف میں سے پہلے ہدف کے متعلق ہوں گی۔ اسلام صرف مسلمانوں کا اتحاد نہیں چاہتا۔ اسلام بنی نوع انسان کو متحد دیکھنا چاہتا ہے۔ اس لئے قرآن نے یابنی آدم سے خطاب کیا۔ جب اقوام متحدہ بنی تو علامہ اقبال مرحوم نے کہا:

مکہ سے جنیوا کو یہ پیغام ہے پیہم
جمعیت اقوام یا جمعیت آدم

قرآن تمام انسانوں کو دعوت دیتا ہے کہ پریشانیوں سے بچنے کے لئے اللہ کے قریب آجاؤ۔ اس کے سوا کہیں جائے پناہ نہیں ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کسی نے کہا اگر تمام درخت تیر بن جائیں، آسمان کمان بن جائے، اللہ تیرانداز ہو تو آپ کہاں جائیں گے۔ تو آپ نے فرمایا میں تیرانداز کی بغل میں آجاؤں گا۔ یہ اسلام کا ظرف ہے کہ پیغمبر ﷺ نے اہل کتاب کو دعوت اتحاد دی کہ اے اہل کتاب آؤ ایک قدر مشترک پر یکجا ہو جائیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ توحید صرف قیام رکوع اور سجود کا نام نہیں۔ بلکہ اللہ کی بادشاہت کو مان لینے کا نام توحید ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آنحضرت ﷺ سے احسان کے متعلق سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ احسان یہ ہے کہ تم خدا کی عبادت اس طرح کرو کہ تم اسے دیکھ رہے ہو۔ اگر یہ کیفیت نہ ہو تو پھر یہ ضرور ہونا چاہئے کہ خدا تمہیں دیکھ رہا ہے۔

پہلی کیفیت تو انبیاء ورسل کی عبادت کی ہوتی ہے۔ ہمیں اگر دوسری کیفیت نصیب ہو جائے تو خوش نصیبی ہے۔ ورنہ ہمارا حال تو یہ ہے کہ کوئی دیکھ رہا ہے تو قیام، رکوع طویل ہوتا ہے۔ ورنہ تو آپ کو پتہ ہے۔ توحید کے فیض سے اتحاد ہوگا۔ یگانگت ہوگی۔ شرک آ گیا تو معاشرہ ٹوٹ پھوٹ جائے گا۔

ابوجہل نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے پوچھا تم جس خدا کی عبادت کرتے ہو۔ کیا اس کو دیکھا بھی ہے۔ فرمایا دیکھا تو نہیں۔ لیکن اس ذات کے بارے میں ہمیں جس نے بتایا ہے۔ اس کا قول سچ ہے۔ ہمارے مشاہدے میں غلطی ہوسکتی ہے۔ اس کے فرمان میں غلطی کا امکان نہیں ہے۔ میں اور آپ اس بات سے رنجیدہ ہیں کہ امریکہ مسلمانوں کو ختم کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ لیکن میں اور آپ اپنے گریبانوں میں جھانک کر دیکھیں کہ ہم وہ ہیں؟ جیسا قرآن ہمیں دیکھنا چاہتا ہے۔ منافق اور حاسد کبھی دلیل سے مطمئن نہیں ہوتے۔ کافر اور مشرک دلیل سے مطمئن ہو جاتے ہیں۔ میں آپ کو دعوت فکر دیتا ہوں۔ حالات جراحت انگیز ہیں۔ معصوم طالبات کی لاشیں تا حال بے گورو بے کفن پڑی ہیں۔ وہ آنکھیں کہاں گئیں۔ جنہوں نے یہ منظر دیکھا۔ وہ کان کہاں گئے جنہوں نے ان آہوں اور سسکیوں کو سنا۔ وہ دماغ کہاں گئے جنہیں اس ظالم کے بارے میں سوچنا چاہئے تھا۔ دشمن خوش ہے کہ اس نے مسلمانوں کو آپس میں لڑا دیا۔ اس کے نزدیک مسلمان کی حیثیت سوکھے پتوں کی طرح ہے۔ مسلمان متحد ہو جائے تو اسلام نافذ ہو جائے گا۔ وزیرستان، سوات اور اسلام آباد میں جو کچھ ہوا ہے آپ کے نزدیک یہ غلط ہے تو آپ متحد ہو جائیں اور متحد ہو کر دشمن کا مقابلہ کریں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا سٹیج دعوت اتحاد دے رہا ہے۔ اپنے مشترکہ مفادات کے لئے اپنی صف بندی کیجئے۔ آپ کا حریف آپ کو غیر متحد کرنے کے لئے کثیر رقم خرچ کر رہا ہے۔ آپ دشمن کی سازشوں کو ناکام بنائیں۔

آخری نشست جمعہ کے بعد منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم نے فرمائی۔ مہمان خصوصی شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ تھے۔ تلاوت قاری احسان اللہ فاروقی اور نعت سید سلمان گیلانی اور حافظ عمار نے پیش کی۔ آخری خطاب قائد جمعیت مولانا فضل الرحمن نے فرمایا۔

جناب صدر محترم، حضرات علمائے کرام، اکابرین امت، میرے بزرگو، دوستو اور بھائیو! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور امیر مجلس حضرت خواجہ خواجگان مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا تہہ دل سے ممنون ہوں کہ حسب معمول انہوں نے مجھ پر مہربانی اور اس مقدس اجتماع میں آپ کے ساتھ شریک ہونے کے قابل سمجھا۔ اللہ تعالیٰ مجلس کی مساعی اور کوششوں کو قبول فرمائے اور حضرت کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر رکھے۔ اس وقت عالمی استعمار کا ایجنڈا دو باتیں ہیں۔ پہلی بات کہ امت مسلمہ کے اندر جو جسد واحد کا تصور ہے۔ اس تصور کو ختم کر دیا جائے اور دوسرا مقصد عقیدہ جہاد کو ختم کر دیا جائے۔ یہ وہی ایجنڈا ہے جب انگریز اس سرزمین پر قابض تھا اور جو ہمیں غلام رکھنا چاہتا تھا تو اس نے اسلام کے خلاف ایک الگ فرقہ ایجاد کیا۔ جس نے مسلمانوں کو جہاد سے انکار کی ترغیب دی۔ میں سلام پیش کرتا ہوں ان اکابر کو جنہوں نے اس فتنہ کا ادراک بھی کیا اور اس کا سدباب بھی کیا اور مسلمانوں سے اس فرقہ کو الگ کر دیا۔ اب لگتا یوں ہے کہ عالمی استعمار نے اس ایجنڈے کو ترک نہیں کیا۔ دنیا کو ایسے حادثات

سے دوچار کیا کہ جہاد کو دہشت گردی قرار دے دیا اور اس کے خاتمے کے لئے مہم جوئی شروع کی۔ اس سے وہ دنیا کے وسائل پر قابض ہونا چاہتا ہے۔ لیکن اسے یہ بھی معلوم ہے کہ مسلمان غلامی قبول نہیں کرتے جو کسی کی بالادستی قبول نہیں کرتے۔ اس طرح انہوں نے مسلمانوں کو تقسیم کیا۔ مسلکی تعصبات کو انگریز نے ہوا دی۔ بعض مسلمانوں کو انتہاء پسند اور بعض کو دہشت گرد، بعض کو روایت پسند اور بعض کو اعتدال پسند اور بعض کو روشن خیال کہا جاتا ہے۔ انتہاء پسندوں کو ختم کرنے کا تہیہ کرلیا۔ اعتدال پسندوں کے بارے میں کہا کہ ان پر نظر رکھو۔ روایت پسندوں سے گزارہ کرو۔ روشن خیال اپنا بندہ ہے۔ لیکن اب حالات پہلے جیسے نہیں۔ یہ اٹھارویں صدی نہیں ہے۔ یہ نہ جنگ عظیم اول کا زمانہ ہے اور نہ جنگ عظیم دوم کا۔ اب اکیسویں صدی ہے۔ پانچ چھ سال کے اندر اندر امریکہ اور مغربی استعمار اس بات پر مجبور ہوگئے ہیں کہ طاقت کے استعمال سے مسائل حل نہیں ہوسکتے۔ امریکہ نے اعلان کیا ہے کہ اگلے سال عراق سے ایک لاکھ فوج نکال لے گا۔ افغانستان کے بارے میں امریکی حکومت نے اعلان تو نہیں کیا۔ لیکن ان کا سفیر ان کی اجازت کے بغیر ہمیں نہیں مل سکتا۔ پانچ سال بعد وہ ہمیں ملا جب ہم اسمبلی چھوڑ رہے تھے۔ اس وقت وہ ہمیں ملے اور کہا کہ ہم افغانستان چھوڑنے پر غور کر رہے ہیں۔ دو سال پہلے برطانیہ سے ہمارے مذاکرات ہوئے۔ برطانیہ میں بھی اور پاکستان میں بھی۔ برطانیہ نے کہا کہ ہمارے پاس آپ کے دلائل کا جواب نہیں۔ مسائل کو سیاسی طور پر حل ہونا چاہئے۔

امریکہ ہماری ملی وحدت کو پارہ پارہ کرنا چاہتا ہے۔ امریکہ نے ہمیں کہا کہ ہم افغانستان میں امن کے لئے آئے ہیں۔ تعمیر و ترقی کے لئے آئے ہیں۔ قیام امن کے لئے آئے ہیں۔ ہم نے کہا روس نے بھی یہی کہا تھا۔ اس کی ان باتوں کو کسی نے نہیں مانا۔ اب امریکہ کی اس بات کو کیسے مانا جاسکتا ہے۔ دنیا دو صفوں میں تقسیم ہوچکی ہے۔ ایک طرف امریکہ اور اس کے اتحادی ہیں تو دوسری طرف امت مسلمہ ہے اور ہم امت مسلمہ کے ساتھ ہیں۔ پاکستانی سرزمین کو اللہ تعالیٰ نے یہ شرف بخشا ہے کہ یہاں سے اسلام کی وکالت ہوتی ہے۔ دنیا اسلام کو ختم کرنا چاہتی ہے۔ جیسا کہ ترکی میں ہوا۔ اسلامی حکومت کو ختم کردیا گیا۔ عربی میں اذان پر اور عربی رسم الخط پر پابندی لگادی گئی۔ ترکی میں وزیراعظم اور صدر اسلامی ذہن کا ہے۔ لیکن ان کی بیویاں کسی سرکاری تقریب میں شریک نہیں ہوسکتیں۔ اس لئے کہ ان کے سر پر دوپٹہ ہوتا ہے اور سیکولر سٹیٹ ہے۔ جس میں پردے پر پابندی ہے۔

ہمارے ملک میں ہمارے ساتھی مصیبت میں پھنس چکے ہیں۔ انہیں اس مصیبت سے نکالنے اور اس سیلاب کو روکنے کے لئے حکمت عملی بنانی ہے۔ اس کو غلط نہیں کرنا۔ اگر ہم اپنی جدوجہد کو بے قیمت کردیں تو ہماری محنت بے معنی ہو جائے گی۔ ہمارا منشور زندہ ہے۔ جدوجہد کو ترک نہیں کرنا چاہئے۔ ہم تدبیر کے مکلف ہیں۔ تقدیر کے نہیں۔ ہم لوگ اپنی طاقت کا پیمانہ دیکھ کر مقابلہ کریں۔ طاقت سے اوپر مت جائیں۔ اللہ نے حصول طاقت کی ترغیب بھی دی ہے اور استعمال طاقت کا بھی حکم دیا ہے۔ فرمایا اپنی طاقت کے مطابق قوت حاصل کرو۔ جس قوت کا حصول تمہارے لئے ممکن ہوا سے حاصل کرو۔ بصیرت حاصل کرو۔ اپنے آپ کو پرعزم رکھیں اور جماعتی نظم پیدا کرو۔ ہمیں جسد واحد کی مانند رہنا چاہئے اور اس میں توازن ہونا چاہئے۔

ہم نے سرحد میں حسبہ بل کے ذریعے قرآن وسنت کو سپریم لاء قرار دیا۔ پرویز مشرف نے خود اس بل کے خلاف رٹ دائر کی اور اس کی اہم شقوں کو کالعدم قرار دے دیا۔ ہم نے دوسری مرتبہ بل پاس کرایا۔ اس کو نافذ نہیں ہونے دیا گیا۔ سوات، بونیر میں لوگوں نے مجلس عمل کو ووٹ دیئے۔ مرکزی حکومت نے ان کو مایوس کیا۔ یہ اس کا ردعمل ہے۔ ایک طبقہ کو مسلط رکھنے کی کوشش کر رہی ہے تاکہ جمہوریت کا راستہ روکا جاسکے۔ ہمیں حکومت کی سازش کو سمجھنا چاہئے۔ حکومت ہمیں آپس میں الجھانا چاہتی ہے۔ جو ہاتھ حکومت کے گریبان تک پہنچنا چاہئے تھا وہ ہاتھ علمائے کرام کے گریبانوں تک پہنچانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ مذہبی لوگ آئین کے مطابق بات کرتے ہیں۔ اسلام پاکستان کا مملکتی نظام ہے اور اس کی بات علمائے کرام کرتے ہیں۔ رب العالمین! ہماری کاوشوں کو قبول فرمائے۔ اللہ تعالیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی کاوشوں کو قبول فرمائے۔ آمین! ثم آمین!!

## جناب حنیف شاہد رامپوری کو صدمہ

## قاتلوں کو گرفتار کیا جائے

نامور نعت خواں اور ہر دل عزیز معروف مذہبی رہنما جناب محمد حنیف شاہد رامپوری کے گھر پر ڈاکوؤں نے ۹٫۱۰ ارنومبر کی رات قاتلانہ حملہ کیا۔ گولی لگنے سے آپ کی پانچ سالہ ایک معصوم بیٹی موقعہ پر قتل ہوگئیں۔ جبکہ دوسری تین سالہ بیٹی شدید زخمی ہوگئیں جو ہسپتال میں ہے۔ ابتدائی معلومات کے مطابق حملہ آوروں نے جناب حنیف شاہد رامپوری سے پانچ لاکھ روپے غنڈہ ٹیکس طلب کیا۔ انکار پر رات گئے حملہ آور ہوگئے اور موصوف کے لئے قیامت برپا کردی۔ یہ صورت حال انتہائی افسوس ناک اور اندوہناک ہے۔ حملہ آور نامزد ہیں۔ ان کو گرفتار کرنا حکومت کا فرض ہے۔ انہیں گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دی جائے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جناب رامپوری سے گہری ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے ہمہ قسم کے تعاون کا یقین دلاتی ہے۔

## سرکاری اراضی پر قادیانیوں کا ناجائز قبضہ ختم کرایا جائے

سدھار کے نواحی علاقہ چک نمبر ۲۴۸ ر ج، ب، سرشمیر میں قادیانیوں کی جانب سے سرکاری اراضی پر ناجائز قبضہ ختم کروایا جائے۔ محکمہ ریونیو کے نوٹس لئے جانے کے باوجود اراضی واگزار نہ کرواسکنا محکمانہ نااہلی ہے۔ ان خیالات کا اظہار مولانا امجد لطیف قادری، محمد صدیق مغل نے ایک بیان میں کیا۔ انہوں نے کہا کہ سرشمیر میں عرصہ دراز سے سرکاری زمین پر ناجائز قبضہ کر کے قادیانیوں کی جانب سے عبادت گاہ قائم کی ہوئی ہے جس سے ملحقہ خالی سرکاری اراضی پر مبینہ طور پر دکانیں تعمیر کر کے قبضہ کی کوششیں کی جارہی ہیں۔ اہل دیہہ کی جانب سے محکمہ ریونیو کو درخواستیں دیئے جانے کے بعد ڈپٹی ڈائریکٹر اور متعلقہ تحصیل دار نے انکوائری کر کے قبضہ کی گئی اراضی کو واگزار کرنے کے احکامات جاری کئے جس پر محکمہ کی سستی اور لاپرواہی سے عملدرآمد نہیں کیا گیا۔ سنی تحریک کے رہنما مولانا امجد لطیف قادری اور محمد صدیق مغل نے مطالبہ حکام بالا سے کیا۔ اس کا فوری نوٹس لے۔ تاکہ علاقہ میں امن وامان کی فضا برقرار رہ سکے۔

# جماعتی سرگرمیاں!

ادارہ

## الیکشن کاغذات میں ختم نبوت کے متعلق حلف نامے پر عملدرآمد یقینی بنایا جائے

حالیہ الیکشن میں قادیانی اور قادیانی نواز امیدواروں کو کامیاب نہیں ہونے دیا جائے گا۔ کارکنان ختم نبوت ایسے چالبازوں کی سازشوں کو بے نقاب کرنے کے لئے الیکشن کمیٹیاں تشکیل دے کر قادیانی اور مشکوک امیدواروں کو شکست دینے کی حکمت عملی، دینی وسیاسی نمائندوں پر مشتمل نئی صف بندی کر کے مشترکہ لائحہ عمل طے کریں۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا نے اپنے ایک بیان میں کیا ہے۔ مولانا نے مسلمانوں سے اپیل کی ہے کہ پاسپورٹ میں مذہب کے خانے کے دوبارہ اندراج کی تحریک کی مخالفت کرنے اور قادیانیت کو نوازنے والوں کو اپنا قیمتی ووٹ کاسٹ نہ کریں۔ انہیں شکست سے دوچار کرنے کے لئے مذہبی وقومی اور برادری سطح پر بھرپور مزاحمت کریں۔ اپنے حلقہ کے امیدوار سے یہ عہد لیں کہ وہ منتخب ہوکر عقیدہ ختم نبوت، ناموس رسالت ﷺ کے تحفظ اور اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے بھرپور جدوجہد کریں گے۔ مشترکہ بیان میں چیف الیکشن کمشنر سے مطالبہ کیا گیا کہ الیکشن کاغذات میں ختم نبوت اور مرزا قادیانی کے کفر وارتداد کے متعلق درج شدہ حلف نامے پر سختی سے عمل درآمد کرایا جائے اور تحقیقات کا دائرہ وسیع کر کے تقیہ باز قادیانی کو مسلم نشستوں پر انتخاب لڑنے سے روکا جائے۔

## حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب کا دورہ چوک اعظم

۲۳ رنومبر ۲۰۰۷ء بروز جمعۃ المبارک حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ کی چوک اعظم ضلع لیہ تشریف آوری ہوئی۔ راقم الحروف کو مخدوم العلماء شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کے معتقد ومرید شیخ محمد یوسف نے امیر مرکزیہ کے روبرو اپنی رہائشی کالونی گلشن عمر نزد صوفیہ ہوٹل چوک اعظم میں مسجد کے لئے پلاٹ دیا تھا۔ جس کا نام حضرت مرکزیہ دامت برکاتہم نے مسجد خاتم النبیین اور مدرسہ ختم نبوت تجویز فرمایا تھا۔ اس کی حد بندی اور سنگ بنیاد کے لئے حضرت امیر مرکزیہ نے اینٹیں دم فرمادی تھیں جن کو نصب کرنے کے لئے مولانا اللہ وسایا مدظلہ سے راقم اور قاری ثناء اللہ مخلص نے درخواست کی۔ جسے مولانا نے قبول فرمالیا اور ۲۳ رنومبر بروز جمعۃ المبارک کو ساڑھے دس بجے تشریف لے آئے۔ مولانا اللہ وسایا کے ہمراہ مظفر گڑھ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا عبدالرشید غازی بھی تھے۔

سنگ بنیاد کی تقریب سادہ اور مختصر تھی۔ چونکہ مولانا کی چوک اعظم آمد سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہنگامی طور پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ضلعی امیر مولانا محمد حسین صاحب کے مشورہ سے اسے طے کیا گیا تھا۔ مگر اس موقع پر اقراء روضۃ الاطفال کے سرپرست حافظ محمد عبداللہ، مولانا احسان اللہ ثاقب، قاری ثناء اللہ مخلص، قاری محمد ابوبکر

مدنی، جمعیت علمائے اسلام کے سیکرٹری جنرل مولانا محمد عارف ربانی، شیخ محمد یوسف، مرکزی مبلغ مولانا عبدالستار حیدری، مولانا عبدالشکور گرواں، مستری رفاقت اور غلام اللہ خان موجود تھے۔ سنگ بنیاد کے بعد مولانا نے انتہائی پرنور دعا فرمائی۔ مسجد کی جلد تعمیر اور اس کے مقاصد کی تکمیل اور عطیہ پلاٹ کی قبولیت کے لئے دعا کی گئی۔

بعد ازاں تمام مہمانوں کے ساتھ مولانا اللہ وسایا صاحب اقراء روضۃ الاطفال میں تشریف لائے جہاں مہمانوں کی تواضع کی گئی۔ ساڑھے بارہ بجے مولانا محمدی جامع مسجد لیہ روڈ چوک اعظم میں خطبہ جمعہ کے لئے تشریف لائے مولانا سعید احمد ربانی خطیب اعظم کی میزبانی میں سینکڑوں لوگ مسجد میں جمع ہو گئے تھے اور مولانا اللہ وسایا صاحب کے تفصیلی خطاب موضوع ختم نبوت سے مستفید ہوئے۔ نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد حاضرین کے لئے سوال وجواب کی نشست تھی جس میں مختلف قسم کے سوالات کیے گئے جن کے مفصل اور تسلی بخش جواب مولانا اللہ وسایا نے دیئے۔ چوک اعظم کے علماء، وکلاء، تاجر، طلباء اور صحافیوں کی ایک بڑی تعداد نے جمعہ میں شرکت کی اور ختم نبوت کے لئے اپنی سرگرمیاں اور خدمات پیش کرنے کا عزم کیا۔ بعد ازاں مولانا مدرسہ عثمانیہ میں تشریف لے گئے جہاں مختصر قیام وطعام کے بعد ملتان واپسی کے لئے روانہ ہوئے۔ مولانا کے اس دورہ کے دوررس نتائج برآمد ہوں گے اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکنان کے لئے یہ دورہ سنگ میل ثابت ہوگا۔ حاضرین کی ایک بڑی تعداد نے مولانا اللہ وسایا کے حکم پر ماہنامہ لولاک مستقل لگوانے کا عزم کیا۔ (رپورٹ عبدالرؤف نفیسی)

## پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ (شعبہ نصاب)

### وحدت کالونی لاہور

چٹھی نمبری پی ٹی بی ری ڈبلیو/ 07 بتاریخ 14 نومبر 2007ء

جانب: مولوی فقیر محمد

سیکرٹری اطلاعات، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، فیصل آباد

عنوان! پنجابی دی دوجی کتاب (ترمیم شدہ) برائے جماعت ہفتم میں سے متنازعہ عبارت کا اخراج

اسلام علیکم!

اطلاع ہے کہ جماعت ہفتم کی کتاب میں مضمون بعنوان ''ساڈے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم'' سے متنازعہ عبارت ''اوس ویلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نوں وفات پائیاں پنج سو اکتر ورہے ہو چکے سن'' کو نئے تعلیمی سال 2008ء میں شائع ہونے والی کتاب میں سے خارج کردیا جائے گا۔ شکریہ

ایڈیشنل ڈائریکٹر (شعبہ نصاب)

# نعت النبی ﷺ

نبی کا وہ حسن وجمال اللہ اللہ بصد شان وشوکت کمال اللہ اللہ
بظاہر، بباطن بہرحال اللہ اللہ آقا یہ تیرا ہے جاہ وجلال اللہ اللہ
آتشکدے بجھے، صنم کدوں میں بت اوندھے ہوئے کنگرے شاہی محلوں کے گر پڑے
میکدوں میں ہر طرف خاک اڑے نبی کا یہ افتخار واستقبال اللہ اللہ
توحید کا نغمہ عام کیا دین خدا کا کام کیا صبح کیا یا شام کیا ہر محفل میں اللہ تیرا نام لیا
خلق کو جس نے خلق سے اپنے رام کیا وہ واعظ موحد مبلغ خوش خصال اللہ اللہ
صحن حرم تاریکی شب میں چھپ چھپ کر وہ دشمن نبی اور اعدائے دین مبین
شب بھر پر سوز تلاوت خوب سنیں ہیں کس قدر شیریں مقال اللہ اللہ
ذروں کے مقدر چمکائے، توحید کے علم لہرائے ہر مشکل میں اپنے پرائے کے کام آئے
چلے وہ فرش زمیں قدموں کی آہٹ فردوس بریں نبی کا وہ خادم مؤذن حبشی بلال اللہ اللہ
ہے سیرت ان کی دین ہمارا صورت میں یکتا اور نرالا سب سے افضل برتر رتبہ میں سب سے بلند وبالا
پڑھتی ہے دنیا صل علیٰ جب بھی مبارک نام سنے نہیں دنیا میں اس کی کوئی مثال اللہ اللہ
کتنا تھا وہ بے باک نامۂ مبارک کو کیا چاک لرزش وجنبش میں آئے زمین اور افلاک
وہ ملعون، بدبخت دشمن دین پرویز تھا لیا دیکھ اس نے توہین نبوت کا حشر ومآل اللہ اللہ
نعمت وراحت اور سعادت ہے ختم نبوت یہی عزت وعظمت اور تقدس وشوکت ہے ختم نبوت
واہ خوب مقدر تیرا مجلس تحفظ تو خادم ختم نبوت ہے تا حشر رہے سلامت یہ حال وجلال اللہ اللہ

# نذر مرزائے قادیانی ہے

موجزن ہیں تخیلات عجیب
فکر میں تیغ کی روانی ہے
سلک قطعات نو یہ اے شوقی
نذر مرزائے آنجہانی ہے

نہ تھا عقل وخرد سے واسطہ جب
نبی بننے کے اپنے دل میں ٹھانی ہے
خدا بنتے تو واللہ خوب بجتے
جناب میرزائے قادیانی

نبی بننے کا دعویٰ خوب آسان
مگر پورا اترنا سخت مشکل
ذرا یاروں کی نادانی تو دیکھو
نہ توشہ ہے نہ رہبر ہے نہ منزل

خدا کا ساختہ کوئی پیمبر
نہ آئے گا قیامت تک کسی دن
مگر انگریز کے پروردہ فتنے!
ہزاروں ہوں اگر ظاہر تو ممکن

غلام شاہ لندن بن گئے ہیں
ہوا یوں بیڑا ''غرق'' کمتریں کا
نبوت ہے جناب میرزا کی
ہوا ثابت کہ سب کچھ ہے ''انہیں'' کا

شوقی انبالوی

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. Number M-108

عقیدہ ختم نبوت کی سربلندی، تحفظ ناموسِ رسالت اور فتنۂ قادیانیت کے استیصال کے لیے

# تعاون کی اپیل
# قربانی کی کھالیں
# مجلس تحفظِ ختم نبوت کو دیجیے

## تعارف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

☆ حضرت امیر شریعت کے ارشادات کی روشنی اور شیخ المشائخ حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم کی امارت اور قیادت میں ہر قسم کے سیاسی مناقشات سے بالاتر ہو کر تبلیغ دین خصوصاً عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کرنے والی مذہبی جماعت ہے۔ الحمدللہ!

☆ اللہ رب العزت کے فضل و کرم سے مجلس کو پاکستان اور بیرون پاکستان قادیانیت کے محاذ پر کامیابی نصیب ہوئی۔

☆ آئینی طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ قانوناً قادیانیوں کو شعائر اسلام کے استعمال سے روک دیا گیا۔

☆ یورپین ممالک میں تبلیغ اسلام اور قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں کے رد میں مراکز قائم کیے گئے۔

☆ برطانیہ میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کا اہتمام...... چناب نگر میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد۔

☆ چناب نگر میں سالانہ رد قادیانیت کورس...... ملتان میں علماء کے لیے سالانہ سہ ماہی رد قادیانیت کورس۔

☆ قادیانیت کے ہمہ وقت تعاقب کے لیے 36 مبلغین 30 تبلیغی مراکز اور دفاتر 8 شعبہ ہائے تعلیم القرآن۔

☆ چناب نگر شعبہ کتب...... شعبہ پرائمری...... ماہنامہ لولاک ملتان...... ہفت روزہ ختم نبوت کراچی۔

☆ تحفہ قادیانیت 6 جلدیں...... احتساب قادیانیت 25 جلدیں...... دیگر رد قادیانیت پر اہم کتب شائع شدہ۔

☆ اردو، انگریزی، عربی میں رد قادیانیت پر فری لٹریچر

☆ انٹرنیٹ پر ماہنامہ لولاک...... ہفت روزہ ختم نبوت...... اور دیگر مجلس کی کتب دستیاب ہیں۔

## عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

حضوری باغ روڈ ملتان فون: 061-4583486-4514122

ترسیل زر کا پتہ: اکاؤنٹ نمبر UBL-3464 حرم گیٹ برانچ ملتان

**اپیل کنندگان**

مخدوم المشائخ حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم، امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضرت سید نفیس الحسینی صاحب مدظلہ العالی، نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضرت مولانا عزیز الرحمن صاحب جالندھری مدظلہ العالی، مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

علاقائی مراکز کے فون نمبرز

| | | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| اسلام آباد 2829186 | راولپنڈی 5551675 | سیالکوٹ 0306-7442857 | گوجرانوالہ 4215663 | لاہور 5862404 | سرگودہا 3710474 | چناب نگر 6212611 | جھنگ 0307-3780833 | خانیوال 0301-7819466 | چیچہ وطنی 0300-7832358 | بہاولنگر 0333-6309355 |
| بہاولپور 0300-6851586 | ملتان 4514122 | رحیم یار خان 0301-7659790 | سکھر 5625463 | پنوں عاقل 0301-3405745 | منڈو آدم 571613 | حیدر آباد 3869946 | کنری 558850 | کوئٹہ 2841995 | ژوب 412730 | کراچی 2780337 |

قیمت فی شمارہ -/10 روپے

قیمت سالانہ -/100 روپے